30 اکتوبر 2024ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاسبانی ممبران کے تعزیتی مضامین کا مجموعہ

تذکرہ محسن ملت

حضرت مولانا مفتی ذیشان احمد قاسمی رحمہ اللہ

جمع و ترتیب - مسعود اعجازی اورنگ آبادی

نام کتابچہ	:	تذکرہ محسن ملت
بقلم	:	پاسبانی احباب
جمع و ترتیب	:	مسعود اعجازی اورنگ آبادی
صفحات	:	چونسٹھ (64)
اشاعت	:	ماہ نومبر 2025
زیر اہتمام	:	پاسبان علم و ادب



مفتی ذیشان صاحب قاسمی منگراواں
ناظم جامعہ عزیزیہ سہریا اعظم گڑھ
بتاریخ 30 اکتوبر 2024
کو انتقال کرگئے۔
مفتی صاحب کے انتقال پر
اہل پاسبان کی تعزیتی تحریریں
پیش خدمت ہے۔



فہرست مضامین



ابتدائیہ

بقلم :- مفتی عبیداللہ شمیم قاسمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب العزت کے ارشاد {كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ} [العنکبوت: 57] کی حقیقت سے ہر شخص واقف ہے اور روزانہ اس کے مظاہر کھلی آنکھوں دکھائی دیتے ہیں، ہر روز اس دنیاسے انتقال کرنے والوں کی خبریں ہماری سماعتوں سے ٹکراتی ہیں،ہزاروں جنازے روزانہ اٹھتے ہیں،ان میں بہت سےایسے شخص بھی ہوتے ہیں جن کو کوئی جاننے والا نہیں ہوتا اور نہ ان پر کوئی روتا ہے مگر بعض اللہ کے مقرب بندے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کی جدائی پر ہر ایک کی آنکھیں نم ہوجاتی ہیں اور ان کی موت کا صدمہ دور اور قریب کے لوگ برابر محسوس کرتے ہیں اور وہ اپنی روشن خدمات کی بناء پر آخرت کی منزل تک پہنچنے کے باوجود لوگوں کے دلوں میں زندہ رہتے ہیں۔

حضرت مفتی ذیشان احمد قاسمی منگراواں -اللہ تعالی ان کے درجات بلند فرمائے- اللہ تعالی کےان مقرب بندوں میں تھے جنہوں نےاپنی حیات مستعار کی قلیل مدت میں بہت سے کارنامےانجام دئے،ان کی وفات کاصدمہ نہ صرف ان کے شاگردوں نے محسوس کیا بلکہ ہر وہ شخص جو ان سے واقف تھا اور دل درد مند رکھتاہے انہیں بھی ان کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ان کی وفات کےبعدبہت سےحضرات نے مضمون اور تحریر کے ذریعہ اپنے دلی رنج وغم کا اظہارکیا، بلکہ ماہنامہ **"الماس"** ممبئی نےان کی حیات و خدمات پر خصوصی شمارہ بھی شائع کیا،اسی ضمن میں **پاسبان علم و ادب** کےبہت سے ممبران نے انکی وفات 30/ اکتوبر 2024ء کے موقع پر اپنے رنج وغم کا اظہار تحریر کے ذریعہ کیا

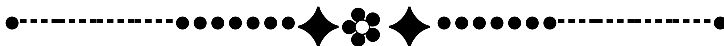
جو واٹسپ پر موجود ہیں۔ ان کی وفات کو ایک سال کا عرصہ گزر گیا مگر ان کی جدائی کا صدمہ ہر وقت محسوس ہوتا ہے۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے برادرم حافظ مسعود اعجازی صاحب کو جنہوں نے ان بکھری ہوئی تحریروں کو یکجا کردیا اور اب ان مضامین کے محفوظ ہوجانے سے اس کی افادیت دوچند ہوجائے گی۔

قارئین ان مضامین کو پڑھیں گے تو اندازہ ہوگا کہ مفتی صاحب کتنی خصوصیات کے حامل تھے اور کن صفات سے متصف تھے، واقعی ان کی ذات گرامی محسن ملت تھی۔

اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے اور ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو پائے تکمیل تک پہنچائے اور ان کے طریق پر گامزن رہنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔۔۔ آمین

عبید اللہ شمیم قاسمی
2/ نومبر 2025ء



(1) مولانا وقار قاسمی

فقد روى الطبراني والبزار وأبو يعلى وابن عساكر عن أبي الدَّرداءِ رَضِيَ اللهُ عنهُ قال: قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعلى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ: «وَمَوْتُ الْعَالِمِ مُصِيبَةٌ لَا تُجْبَرُ، وَثُلْمَةٌ لَا تُسَدُّ، وَهُوَ نَجْمٌ طُمِسَ، مَوْتُ قَبِيلَةٍ أَيْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ».

رات کے آخری پہر مفتی ذیشان صاحب کے صاحبزادے کا اچانک سے فون آتا دیکھ کر طبیعت حیران ہوئی، اٹھاتے ہوئے میرا خیال تھا کہ ممکن ہے کوئی کام ہو؛ کیوں کہ انتہائی سکون سے انہوں نے سلام دعا کیا؛ مگر غموں کا پہاڑ کہاں چھپنے والے کہ رونا شروع کردیا اور کہا کہ ابو کا انتقال ہوگیا شاید ہارٹ اٹیک تھا اور محض روتا رہا۔

یہ خبر مجھ پر لرزہ طاری کردی، میرے پاس الفاظ نہیں رہے کہ میں کیا بولوں،زبان جیسے خاموش ہوگئی اور آنکھوں میں آنسو۔ وہ روتا رہا؛ پر ------------------------

میں نے فورا گھر پر رابطہ کرنے کی کوشش کی؛ مگر ان تک ابھی خبر نہیں پہنچی تھی۔

جیسے ہی ان کے وفات کی اطلاع پہنچی پورا گھر سوگورا ہوگیا۔

مرحوم اعظم گڈھ کی بڑی شخصیات میں سےتھے،ہزاروں تشنگان علم نے ان سے استفادہ کیا۔ انہوں نے علوم اسلامیہ کی بڑی قابل قدر خدمت انجام دی، علم تفسیر ان کا خاص اور پسندیدہ موضوع تھا، تقریر کا انداز انتہائی نرالا اور دلوں کو موہ لینےوالا تھا۔ جب بھی وہ غالب پور آتے، تو دادا محترم جمعہ کے روز ان کو تقریر کرنے کے لیے کہتے اور پوری مسجد خاموشی سے ان کی باتوں کو سنتی اور ہر افراد چاہے وہ علم سے شغف رکھنے والا ہو یا نہیں، چھوٹا ہو یا بڑا ان کی باتوں کو بہت پسند کرتا تھا۔

علم کے متعلق ہمیشہ فکر مند رہتےتھے اور وقت کی ضرورت کے لحاظ سے تعلیم دینے کے

خواہشمند تھے۔ اپنی اس فکر کے تحت وہ خاصی حد تک کامیاب بھی تھے۔
طبیعت میں انتہائی عاجزی وانکساری تھی اور خوش مزاجی کے ساتھ ساتھ صبر ایسا کہ بندہ نے ان کے جیسا خوش مزاج اور صبر دار شخص نہیں دیکھا۔ ہر مشکل کا انہوں نے ہمیشہ مسکرا کر سامنا کیا اور انتہائی وسعت ذہنی کا ثبوت دیا اور ان کی یہ لائن کہ کیاہوگا ابھی سے سوچ کر جو رب کی مرضی ہوگی وہی ہوگا اور اسی کو ہمیں بخوشی قبول کرنا ہے۔
ان کی باتیں کمزور پڑے انسان کو مضبوط کردینے والی ہوتی تھیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ طلباء ان کو پسند کرتے تھے۔
باتیں بہت سی ہیں، ان کے ساتھ گزرے وقت نے ان سے بہت کچھ سیکھنے کا موقع دیا، بہت سی یادیں ہیں؛ مگر دل ایسا غم محسوس کر رہا ہے کہ ہاتھ چل نہیں رہے۔
رب کریم میرے پھوپھا کی خدمات کو قبول کرے اور ان کی چھوٹی بڑی خطاؤں کو معاف فرمائے۔

وقار احمد قاسمی

30 اکتوبر 2024

(2) مولانا ولی اللہ جمیل

ایک امید پر روم سے ایئرپورٹ بھاگا کہ کوئی سبیل پیدا ہوجائے ایک آخری بار زیارت کرلوں ایک بار اس چہرہ کودیکھ لوں ہاتھ سے چھو لوں جو بڑی بڑی سے مشکل اور پریشانی میں صرف یہ کہ کر ختم کر دیتے تھے کہ یہ بھی کوئی ٹینشن لینے والی چیز ہے پھر ایسا لگتا تھا واقعی اب کوئی ٹینسن نہی ہے
مگر کوئی راستہ نہیں ملا ایک فلائٹ کی امید تھی مگر اس کا کاؤنٹر ہی نہی ہے ایئرپورٹ پر ، ناکام واپس روم کی طرف جارہا ہوں ہوں

(3) مولانا عرفات قاسمی صاحب

اپنے مخلص دوست اور پڑوسی ہر معاملے میں آپسی مشورہ گھریلو بہت گہرے تعلقات اور آپسی رازدار کی بنا پر جب سے عزیز م اسامہ عرفات نے مفتی صاحب رحمہ اللہ کے سانحہ کی خبر دی ہے مستقل آنکھیں بہ رہی ہیں دل کٹا جارہا ہے پورہ گھر گاوں علاقہ ماتم میں ڈوبا ہوا، اللہ رفیق محترم رحمہ اللہ کی مغفرت فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے

(4) مولانا انور داؤدی قاسمی

اناللہ وانا الیہ راجعون

یہ سچ ہےکہ موت اٹل حقیقت ہے

لیکن مفتی ذیشان صاحب کا یوں اچانک چلے جانا ہزاروں متعلقین اور چاہنے والوں کےلئے ناقابل یقین خبر لگ رہی ہے

ہم نے ایک بہترین منتظم ، مدبر، مدرس ، متہم اور

صلاح کار کو کھو دیا

پچھلے جمعہ سے پہلے والے جمعہ میں

داؤدپور تشریف لائے تھے

اور میرے لئے سعادت کی بات تھی کہ علماء کرام کےساتھ

مفتی ذیشان صاحب کے بدست بھی میرے نئے گھر کی بنیاد ڈالی گئ تھی

اللہ تعالٰی مغفرت فرمائے

متعلقین کو صبر جمیل عطافرمائے

محمدانورداؤدی

(5) مفتی یاسر صاحب قاسمی

ابھی چند روز قبل مفتی صاحب کا فون آیا، حال احوال لینے کے بعد دیر تک جمعیت کے تعلق سے اپنا درد سناتے رہے،وہ مجھ سے کچھ ایسا بیان کررہے تھے، جس سے میں کنارہ کش تھا، ساتھ ہی مجھے کچھ نصیحت کرتے رہے، اور میں محبت بھری قیمتی نصیحت سنتا رہا، ادھر چند سالوں سے ہمارا دیوبند کا ساتھ ہی سفر ہوتا تھا، دارالعلوم دیوبند میں ایک ہی کمرے میں قیام ہوتا، ایک ساتھ مسجد جانا، ایک ہی ساتھ جانچ ہال میں پہنچنا، ایک ساتھ کھانا تناول کرنا، اور ان کی بذلہ سنجیوں سے لطف اندوز ہونا معمول بن چکا تھا ، ہمارے درمیان بے حد بے تکلفی ہوگئی تھی، میں نے دعوت دیا کہ مبارکپور گھر پر تشریف لائیں، کچھ آپ کی ضیافت کا جی چاہتاہے،کہنے لگے بالکل آؤں گا، مگر ایک شرط ہے کہ مبارکپور میں ہمارے مدرسے کے لئے کچھ بہتر تعاون کرائیں، میں نے عرض کیا کہ آپ تشریف لائیں، ان شاء اللہ میں مکمل ساتھ دوں گا،آپ کو لیکر چلوں گا، مبارکپور کے مخیرین سے ملاقات کراؤں گا، مگر افسوس یہ ملاقات مقدر نہیں تھی، حاجی افتخارصاحب کےگاؤں میں ایک جلسہ میں ہم دونوں کی تقریر تھی، پروگرام میں ساتھ رہا،مولانانے تقریباً پون گھنٹہ تربیت اولاد پر کھڑے کھڑے پردرد بیان کیا،حیرت ہورہی ہےکہ ہمارا یار اس طرح بچھڑ گیا، اچھے لوگ اٹھتے جارہے ہیں،دل رو رہا ہے،الفاظ ساکت ہیں،یقین نہیں ہورہا ہے کہ مولانا اب نہیں رہے، ان کے اندر دلوں کو جیت لینے کا ہنر تھا، بڑے متواضع وملنسار تھے، خود کو چھپانا انہیں بہت پسند تھا، جب بھی ملاقات ہوئی قلب وجگر پہ چھاگئے، کسی پتہ تھا کہ اعظم گڑھ اس انمول ہیرےسے اتنی جلدی جدا ہوجائے گا، علم وآگہی کی بزم پر لطف اس قدر اچانک سونی پڑ جائے گی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔**شریک غم؛محمد یاسر قاسمی**

(6) مولانا شمیم حنفی قاسمی

مفتی ذیشان صاحب رحمہ اللہ کی ذات عالی یقینا ایک گوہر نایاب سے کم نہ تھی،آپ بیک وقت ایک کامیاب مہتم، منتظم، مدبر اور مقبول ترین مدرس تھے، استعداد سازی میں آپ کی نظیر و مثیل کا دوبارہ ملنا اس عہد زوال اورعلمی قحط الرجال میں تقریبا نا ممکن نظر آتا ہے۔

ادھر پچھلے ماہ دو ماہ میں متعدد ملاقات رہی ، انتہائی سادہ اور نفیس طبیعت کے پیکر تھے ، تواضع بدرجہ اتم موجود تھی ، کچھ اپنے نجی معاملات میں ان سےمشورہ لیا ، بہت مناسب اور مقبول رائے دی، اور ہر طرح سے تعاون کا اعتماد بھی دلایا۔ آج ان کے اچانک چلے جانے پر کلیجہ پھٹ گیا۔بدن پر لرزہ طاری ہوگیا،تھوڑی دیر لئےعقل و خرد مفلوج ہوگئے مگر نہ جانے آج کیوں حضرت کی وفات کی خبر پر یقین نہیں ہورہا ہے۔

شورش کاشمیری کا شعر آج حرف بحرف صادق آرہا ہے۔

عجب قیامت کا حادثہ ہے اشک ہے آستیں نہیں ہے
زمین کی رونق چلی گئی ہے، افق پہ مہر مبیں نہیں ہے
تیرے جدائی سے مرنے والے وہ کون ہے جو حزیں نہیں ہے
مگر تری مرگ ناگہاں کا مجھے ابھی تک یقیں نہیں ہے

شمیم حنفی

(7) مولانا ثاقب ایاز جونپوری

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی ذیشان صاحب قاسمی منگراواں ناظم جامعہ عزیزیہ سہریا ، کا اچانک یوں ہم سے رخصت ہوجانا،انتہائی تکلیف دہ حادثہ ہے۔

اس لیے کہ حضرت والا کانام سنتے ہی ایک باکمال مدبر، منتظم، کامیاب اور کہنہ مشق استاذ کی جملہ صفات کا مجموعہ ذہنوں میں گردش کرنے لگتا تھا۔ طلبہ کو کچھ نہ کچھ بلکہ بہت کچھ دے دینے کا عجیب ملکہ تھا۔

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں
ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم

یہی وجہ ہے کہ ان کے کامیاب شاگردوں اور خوشہ چینوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔
بہ راہ راست ملاقات اور استفادہ سے محروم ہی رہا؛ البتہ حضرت کے مستفیدین سے بارہا اور باربار ان کی خوبیوں کے قصیدے سنتا رہا، ۔
اللہ تعالیٰ حضرت کی بال بال مغفرت فرمائے، سیئات کو حسنات سے مبدل فرمائے، خدمات کو قبول فرمائے، پس ماندگان اور متعلقین ومتوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ثاقب ایاز۔
٢٦ربیع الثانی١٤٤٦ھ

(8) مفتی ارشد قاسمی صاحب

إنا للہ وإنا الیہ راجعون
بڑی دلدوزاورکرب انگیزخبرہے باری تعالیٰ مفتی ذیشان صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے ان کی لغزشوں اور خطاؤں کو معاف فرمائے ان کی خدمات قبول فرمائے جامعہ عزیزیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اورتمام پسماندگان کو صبرجمیل عطا فرمائےآمین یارب العالمین جامعہ شرعیہ فیض العلوم شیرواں میں مفتی صاحب کے ساتھ تقریباً دس سال تدریسی رفاقت رہی وہ ایک باصلاحیت استاد اچھے منتظم مثالی مربی بڑے نرم مزاج معاملہ فہم اور انتہائی زیرک تھے میں نےان کوبہترین رفیق خیرخواہ اورحددرجہ معاون پایا۔

دوہفتہ قبل مولانا انور داؤدی صاحب نے اپنےمکان کی سنگ بنیادکے موقع پرکچھ حضرات کو مدعو کیا تھا وہیں مفتی صاحب سے مختصر ملاقات ہوگئ تھی پیر میں کوئی پھوڑا تھا جس کی وجہ سے چلنے میں کچھ زحمت تھی ویسے ہشاش بشاش نظر آرہے تھے میں نے بچے کے ولیمہ میں شرکت کی دعوت تھی تو بتانے لگے کہ چھ نومبر کو میری بھی بچی کا عقد مسنون ہے۔

(9) مولانا محمد سلمان قاسمی

آااہ استاذ محترم

انا للہ وانا الیہ راجعون ، عجیب کیفیت ہوگئ ہے،

ایسا دکھ اور غم ہے جیسے والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا ہو،

عربی پنجم کا سال تھا، حسامی کا آخری درس تھا

مفتی صاحب نے کچھ نصیحتیں کیں اور پھر اچانک کہنے لگے،

میرے پیارو صرف ایک درخواست تم سےکروں گا کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میرے جنازے میں شرکت کی کوشش کرلینا

یہ سننا تھا کہ پوری جماعت دھاڑیں مار مار رونے لگی اور بڑی دیر روتی رہی،

آج یہ خبر جب حقیقت بن چکی ہے تو ہم طالب علموں کا کیا حال ہوگا۔

(10) مولانا طہ قاسمی جونپوری

مفتی ذیشان صاحب قاسمی منگراواں،ناظم جامعہ عزیزیہ سہریا(رحمہ اللہ) کی اچانک رحلت، بڑی تکلیف دہ ہے. اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے. لغزشوں کومعاف فرمائے. سیآت کو حسنات سے مبدل فرمائے.

ناچیز کی بالمشافہ ایک ہی دو بار ملاقات وہ بھی مختصر رہی. لیکن آپ کی خوبیوں ، اور کمالات کا تذکرہ آپ کے شاگردوں یا ساتھ میں کام کرنے والوں سے بہت سنا ہے.

اعظم گڑھ کی اس سرزمین سے، اس گوہر کا یوں واقعی اچانک نایاب ہوجانا ، یقین سے پرے معلوم ہوتا ہے، اور رنج و غم کی عجیب کیفیت میں مبتلا کر گیا ہے . اوپر سے یہ سن کہ، کہ آنےوالے، 6 نو مبر کو یعنی محض ایک ہفتے بعد، آپ کی بچی کا عقد مسنون بھی ہے، آنکھیں مزید نم ہوگئیں ہے.اللہ کا فیصلہ ہے. ہم انسان بے بس ہیں، ہم کو تو رب کے فیصلے پر راضی ہی ہونا ہے.

رب کریم پسماندگان کو، محبین و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرما. ادارے کو ان نعم البدل عطا فرما. ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما.

طہ جون پوری

30 - 10 - 2024

(11) مولانا وسیم احمد شیروانی

انا للہ وانا الیہ راجعون ، یہ جانکاہ خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری ہےاور دل ودماغ کچھ سوچنے بولنے اور سمجھنے کی پوزیشن میں بالکل نہیں ہے ایسا لگتا ہے یہ اپنے گھر کا حادثہ اور اپنے کسی عزیز کی وفات ہے

بچھڑا کچھ اس ادا سے کی رت ہی بدل گئی
ایک شخص سارے شہر کو ویران کرگیا

اللہ تعالی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بال بال مغفرت فرمائیں ان کے سیئات کو حسنات میں تبدیل فرمائیں جواں سالی میں ایسی مفید شخصیت کا انتقال یقینا پورےعالم کی موت اور ملت کا بہت بڑا دینی ملی اور علمی خسارہ ہے جس کی بھرپائی بہت مشکل ھے

دنیا والے جن شخصیات سے بے حد محبت کرتے ہیں یقیناان حضرات کی اللہ تعالیٰ کے وہاں بھی بڑی قدر ہوتی ہے مفتی صاحب بلا شبہ ایسی ہی شخصیت تھے

اللہ تعالی نے انھیں اپنے دین کے لیے ہمہ وقت آمادہ طبیعت سے نوازا تھا اور قران و سنت کی خدمت میں ہمہ وقت فعال اور متحرک بنایا تھا عمر بہت زیادہ نہیں پائی مگر کام بہت بڑا کرگیے بلکہ یوں کہیے مشرقی اتر پردیش کے اضلاع میں قائم دینی مدارس کے نظام اورتعلیم کے سلسلے میں دو ایک ادارےکو چھوڑ دیں تو ان کی حیثیت سنگ میل کی طرح ہے جو شہرت اور نیک نامی قلیل مدت میں ان کےادارےنے اپنی خدمات جلیلہ کی وجہ سے حاصل کی ہے وہ کم لوگوں کے حصے میں آتی ہے

جامعہ عزیزیہ سہریااعظم گڈھ کا اپنی علمی پختگی اورطلباء کی مضبوط استعداد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ اورپوزیشن لانےوالے طلباءکی جودھوم تھی اورلوگوں کی ذہن و دماغ میں اس ادارےکیلیے جورجوع تھااکابرین اوربزرگوں کاجواعتمادانہیں حاصل تھایہ سب کاسب حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کی کدوکاوش ان کی شبانہ روز محنت کا ہی مظہرہے۔

اللہ تعالی خصوصی مغفرۃ فرمائیں اعلی علیین میں مقام بلندنصیب فرمائیں اورتمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور امت کو اور ان کے ادارے کو ان کا بہترین نعم البدل عطا فرما کر ان کے دینی کارواں کو ہمیشہ رواں دواں اور فعال و متحرک اور پوری امت کے لیے ایسے ہی مثالی کردار ادا کرنے کی توفیق بخشیں۔

میں انکے تمام پسمادگان اورمتعلقین کی خدمت میں مسنون تعزیت پیش کرتاہوں اور خود سے اور اپ تمامی حضرات سے عرض گزار ہوں کی حضرت مفتی صاحب کی بخشش انکی مساعی جمیلہ کے قبولیت اور ان کی خصوصی اور دائمی دعاؤں کا اہتمام رکھیں۔

وسیم احمد شیروانی خادم جامعۃ الشیخ اسعد المدنی تارہ پور تکیہ جونپور و صدر جمیۃ علماء ضلع جون پور

(12) مولانا عبداللہ اعظمی

انا للہ و انا الیہ راجعون،آہ اب تک بہت متعلقین گئےمگر ایسا رنج و غم کم ہی محسوس ہوا میں ابھی چند روز پہلے مدرسہ عزیزیہ گیا تھا وہ ششماہی کی تعطیل کے بعد کا پہلا دن تھا، سارےاساتذہ و طلبہ شام ہی کو گھر سے آئے تھے، مفتی صاحب گھر سے ہی مختصر عشائیہ ساتھ لائے تھے،دسترخوان لگوایا،تنہا مجھے لیا،کھاتےرہے اور حال خیریت پوچھتے اور سناتے رہے،انکے گجرات وممبئ کے سفرکےبعد یہ میری پہلی ملاقات تھی ، مختصر روداد سفر سنائی، سفرسے چار روزپہلے مجھےشام میں فون کیاکہ میں اور مفتی عبد الحلیم کل دوپہر 11 بجے انشاءاللہ آپ کے یہاں ملاقات کے لئے آئیں گے، اسی اعتبار سے آپ اپنے کام کاج کو ترتیب دے لیجئے گا،میں نے کہابالکل تشریف لائیں انشاءاللہ 11 بجے دسترخوان لگ جائے گا، بہت تیز ہنسے اور دعائیں دیں ، دوسرے دن تشریف لائے، چند متعلقین سے ملاقات کرائی، بہت خوش ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔کہا ، مولوی عبداللہ آپ کو دیکھ کر رشک آتا ہے ، میں آپ کے لئے بہت دعائیں کرتا ہوں
اللہ تعالٰی مفتی صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے،کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائےآمین

(13) مولانا محمد یعقوب قاسمی

انا للہ وانا الیہ راجعون۔
رب کریم مغفرت فرمائے ، درجات کو بلند فرمائے ، مفتی صاحب کی اچانک رحلت نے دل کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ، ان کا نام نامی مولانا ولی اللہ منگراواں اور رفیق درس مفتی ابوسعد اسرولی سے بہت سنتا تھا،دونوں کو مولاناسے بہت لگاؤ تھا ، ان کی مفتی صاحب سے متعلق باتیں سن کر کان دیدار سے پہلے ہی ان سے آشنا ہوگیا تھا ۔

پھر اچانک ایک مرتبہ کی ملاقات نے ان کا اسیر بنالیا تھا ۔
تعلیمی ، تربیتی ، انتظامی ہر امور میں یگانہ شخصیت کے مالک تھے ۔ رجال سازی میں اپنی مثال آپ تھے ، جو بھی بھی ان کے پاس زانوئے تلمذ تہہ کیا ان کا دیوانہ نظر آیا ۔
ان کی تعریف میں رطب اللسان دکھا ۔ استاد و شاگرد کا اتنا ٹوٹ کر لگاؤ کم جگہوں پر بہت کم لوگوں میں دکھتا ہے۔
یقینا آج ایک گوہر نایاب سے خطۂ اعظم گڑھ محروم ہوگیا۔
اللہ مدرسہ عزیزیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے ، ان کے اس شجر طوبی کو مزید سایہ دار بنائے ، ان کی خدمات کو قبول فرمائے ۔

محمد یعقوب اعظمی

(14) مؤسس پاسبان علم و ادب

،،یومیات پاسبان ،، (مفتی ذیشان صاحب)
عام طور پر نیندسے بیدار ہونےکے بعد سب سے پہلے ہاتھ موبائل پر جاتا ہے کہ کہیں ادارہ سے کوئی میسج تو نہیں آیا ہے یا کوئی اہم پیغام جو مستعجل ہو ۔
حسب معمول آج بھی اذان فجر سے 40 منٹ پہلے الارم نے بیدار کیا، ہاتھ موبائل پر گیا،ڈیوٹی سے متعلق گروپس چیک کرنے کے بعد پاسبان کھولا تو سے سب سے پہلے مولانا شاکر صاحب سہریا کا یہ میسج سامنے آیا کہ
،،مفتی ذیشان صاحب نہیں رہے ،،
عجیب سی کیفیت ھوگئی باربار اس میسج کو پڑھنےلگا کہ صحیح لکھاہے یا پڑھنے میں فرق ہے پھر نیچے ارکین پاسبان کے تعزیتی رسائل نے تصدیق کردی

(اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه)

مفتی ذیشان صاحب کےساتھ منبع العلوم خیرآباد میں کافی وقت گزرا ہے، ایک ھی ساتھ رہنے اور کھانے کا معمول تھا، کافی ملنسار اور ہمدرد تھے ، مجھے کبھی تنہا اور اداس دیکھتے تھے تو فورا پاس آجاتے اور پوچھتے کہ ،، شفیق بھائی کیا سوچ رہے ہیں ،اشعار لکھ رہے ہیں یا کچھ اور فکر ہے،،

منبع العلوم میں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ مجھے بوستاں پڑھادیں لہذا کچھ حصہ انہوں نے مجھ سے بوستان سعدی پڑھی جس سے مجھے بھی کافی فائدہ ہوا ،

مختصریہ کہ مفتی صاحب سے بہت گہراتعلق لیکن،ادھرکئی سالوں سے ہر ایک کی مصروفیت نےرابطہ میں کمی پیدا کردی تھی، اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں معیت نصیب فرمائےآمین

دوستو ! دنیا کے تمام سازو سامان، زینت اور آرائش فانی ہے،اس دنیائے فانی میں جو بھی آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن ضرور یہاں سے رخت سفر باندھنا ہے ۔ یہ ناپائیدار دنیا اس قابل نہیں کہ آخرت کو بھول کر اس میں جی لگایا جائے اور ہم اس کی محبت میں ایسے حواس باختہ ہو جائیں کہ اپنے انجام کو بھی فراموش کردیں۔

،،یاأیتھا النفس المطمئنہ، ارجعي الی ربک راضیہ مرضیہ ، فادخلی في عبادي وادخلی جنتي،،

شفیق قاسمی اعظمی

ایڈمن پاسبان علم وادب

30/10/2024

(15) مولانا نثار ندوی

آج فجر بعد واٹس اپ نہیں دیکھ سکا ابھی کچھ دیر پہلے مطب جانے کی تیاری کے دوران اہل خانہ نے دبے لفظوں میں کچھ کہنا چاہا کہ کب جائیں گے میں سمجھ نہیں سکا کہ کیا پوچھ رہے ہیں

خبر سنکر مبہوت رہ گیا شاک سا لگا پچھلے چند سالوں سے مفتی صاحب سے شناسائی تھی اور مفتی صاحب کی صلاحیت صالحیت اور روز افزوں ہمہ جہت خدمات سے اس تعلق میں اضافہ ہورہاتھا اور یقین ہوگیاتھا کہ اس نیر تاباں کی چمک سے افق اعظم گڑھ مزید روشن ہوگا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا

اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے عزائم پورا ہونے کی راہ ہموار فرمائے

لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(16) مولانا واصل اعظمی

پردیس کی زندگی کاسب سےاذیت ناک لمحہ یہی ہوتاہے کہ اپنے پیاروں کاآخری دیدار بھی نصیب نہیں ہو پاتا --

مشفق و مربی ، مدبر و منتظم صالحیت و صلاحیت کے اعلی مقام پر فائز ہر دل عزیز استاذ محترم مفتی ذیشان احمد صاحب قاسمی منگراواں کے اچانک انتقال سے جو حزن و غم کی کیفیت ہے وہ تو ان سے وابستہ ہر افراد کو ہوگی ---

مگر جنازہ اور تدفین میں شرکت سے محرومی برابر دل چھلنی کئے جا رہی ہے ---

اللہ تعالیٰ نے استاذ محترم کو بے انتہا خوبیوں سے نوازا تھا

سب سے نمایاں خوبی ایک ہی ملاقات میں لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لینا تھی --

ایک بار جو آپ سے ملتا تھا آپ کے اخلاق حسنہ شیریں گفتار والہانہ استقبال سے آپ کا ہو جایا کرتا تھا ---

احمد فراز کا ایک شعر استاد محترم پر بالکل صادق آتا ہے۔

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں
یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

مفتی صاحب علیہ کی گفتگو یقینا ایسی ہی تھی ۔۔ نرم مزاجی شیریں گفتار مربیانہ انداز مخلصانہ برتاؤ طلبہ ہوں یا عوام سب کو مفتی صاحب کا دیوانہ بنا دیتا تھا ۔۔۔

آپ کی خداداد صلاحیتوں کی سب سے دلیل یہی ہے کہ جس مدرسہ میں رہے اس کی شہرت میں چار چاند لگ جایا کرتا تھا ۔۔ ۔۔۔۔

تعلیمی نظام میں ترقی کے ساتھ طلبہ کے اخلاق میں نمایاں ترقی دیکھنے کو ملتی تھی ۔۔

طلبہ کی تربیت کا جو ملکہ آپ کو من جانب اللہ ملا تھا وہ بہت ہی کم لوگوں کو ملا کرتا ہے ۔۔۔۔

جامعہ عزیزیہ سہریا کو اتنے کم وقت میں ہر اعتبار سے ترقی کی اونچائیوں تک لے جانا آپ ہی کے شایان شان تھا ۔۔۔۔

مزید کچھ لکھنے کی ہمت نہیں ۔۔۔

رات کو خبر پڑھنے کے بعد آنکھ سے مسلسل آنسو نکل رہے تھے

نیند آئی بھی تو بس مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا چہرہ نگاہوں کے سامنے بار بار گھومتا رہا ۔۔

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ استاذ محترم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے

گھر والوں کو صبر جمیل عطا فرمائے

جامعہ عزیزیہ سہریا نظام آباد کو آپ کا نعم البدل عطا فرمائے

واصل اعظمی ۔۔۔

(17) مولانا عبدالقدیر

جب سے خبر ملی ہے ، دل غمگیں ہے ، آنسو رک نہیں رہے ، الفاظ افسردہ ہیں ، یہ خسارہ صرف گھر ، احباب ، متعلقین ، طلبہ ، اساتذہ اور ادارے کا ہی نہیں ہے ، ہم شاگردوں کا بھی ہے ، احباب صبح سے اپنے غم کا اظہار کر رہے ہیں سوچا کہ میں بھی کچھ لکھوں ، الفاظ بے راہ رو محسوس ہو رہے ہیں فکر یکسو نہیں ہے ، لکھ رہے ہیں ، حذف کر رہے ہیں، لکھ رہے ہیں حذف کر رہے ہیں لیکن ڈھنگ کا ایک جملہ نہیں رقم کر پارہے، ہم شاگردان بھی تعزیت کے مستحق ہیں،اب کس کو روداد غم سے سنائیں گے، دنیا سے ٹھیس لگتی تھی تو مفتی صاحب کے سامنے دل کا غبار نکالتے تھے ، جب کوئی پریشانی الجھن درپیش ہوتی تو کہنے سننے کے لئے وہی چہرہ ہوتا ، تسلیاں ملتیں ، دلاسے دیتے، "ایک دم پاگل ہو" سن کر سارے دکھ سارے درد ہوا جاتے، ہنساتے کھلاتے ، بہلاتے، اور سارا ٹینشن رفو چکر ہو جاتا ، کیا کہیں ، کیا لکھیں ،کچھ سمجھ نہیں آ رہا ، کہیں سے لگتا کہ صرف ایک استاذ شاگرد کا رشتہ تھا ، وہ استاذ بھی تھے مربی بھی تھے ، اور ایک غمگسار دوست بھی ، یہ صرف میرے احساسات نہیں ہیں بلکہ ہر اس شاگرد کا یہی احساس ہوگا جس کو مفتی صاحب سے ذرا بھی قربت رہی ہوگی۔

(18) مولانا عبدالرحمن قاسمی

انا للہ وانا الیہ راجعون

ابھی کچھ ماہ قبل دارالفلاح کوسہ ممبرا بھی تشریف لائے تھے اچانک خبر ملی کہ مفتی ذیشان صاحب آرہے ہیں بڑی خوشی ہوئی کیوں کہ بہت دنوں سے آپ ہی لوگوں کی

زبانی جامعہ عزیزیہ اورمفتی صاحب کا تذکرہ سنتا رہتا تھا،الغرض مفتی صاحب آئے مدرسے کے ذمہ داروں نے پروگرام یہ طے کیا کہ اساتذہ کے ساتھ ایک نشست ہو جس میں مفتی صاحب سے ان کے مدرسے کی ترقی کا راز نیز کثیر تعداد میں دیوبند میں داخلے کے اسباب وعوامل معلوم کئے جائیں ماشاءاللہ بڑی خوشگوار نشست منعقد ہوئی دونوں طرف سے سوال وجواب کا اچھا سلسلہ رہا نصاب کے متعلق بھی کافی کار آمد باتیں ہوئیں میری تو ساری توجہ اسی پر تھی کہ جو جو باتیں مفتی صاحب کے متعلق سنتا تھا وہ سب ہیں یا نھیں ؟ الحمدللہ ساری خوبیوں سے متصف پایا ،ایک چیز اب یاد آئی کہ مفتی صاحب نے کئی درسگاہوں میں امتحان بھی لیا اور حوصلہ بخش کلمات سے نوازا دوپہر کے کھانے اور قیلولہ سے فارغ ہوکر نماز بعد تقریبا چار بجے ہم اساتذہ نے ایک مختصر عصرانے کا اہتمام کیا جس کو مفتی صاحب نے شرف قبولیت بخشا ناشتے کے دوران بھی کار آمد باتوں کا سلسلہ چلتارہا بڑی بابرکت محفل سجی قلت وقت کی بنا پرمفتی صاحب رخصت چاہنے لگے چارو ناچار اجازت دے کر بڑے ہی والہانہ انداز میں مفتی صاحب کو رخصت کیا گیا۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بےنوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

(19) مفتی اشرف علی قاسمی

آہ! میرا محسن وغم خوار نہیں رہا

چار بجےکے قریب نیند سے بیدار ہوا،واٹساپ پر حضرت مفتی صاحب کی وفات کی اطلاع تھی، پہلے تو یقین نہیں آ یا،لیکن پھر تھوڑی دیر میں بادل ناخواستہ،اس حقیقت کا یقین کرنا پڑا، جس کے بارے قرآن کریم نے سید کائنات کو خطاب کرکے فرمایا:

انك ميت وانهم ميتون
آپ کی بھی وفات ہوگی اور یہ (آپ کے دشمن بھی) مریں گے_
سب سے پہلے اہلیہ وبچیوں کو خبر دی،سب کے سب غم واندوہ سے ڈوب گئے؛کیوں کہ مفتی صاحب کو یہ سب اپنے گھر کا ایک فرد سمجھتے تھے،اور
میں-----------------
عرصے بعد میرا دل اورآنکھیں عقل و ارادہ کی بندش سے ایک بار پھر آزاد ہوگئے_
غم میں آنسو بہالینے کی اجازت دے کر ،اللہ رب العزت نے ہم کمزور بندوں پر کس قدر احسان فرمایا ہے،اس کااحساس آج ایک بار پھر ہوا،آقا صلی اللہ علیہ و سلم کے لخت جگر کے انتقال پر آپکےرخسار مبارک پر بہتے آنسوؤں کا راز آج ایک بار پھر آشکارا ہوا_
مفتی صاحب ایک مدبر تھے ،مفکر تھے،ذہین وفہیم تھے، سلیم الفکر وسلیم الطبع تھے،بہترین مشیر تھے ،ماہر تعلیم تھے، مصلح وداعی تھے، بے مثال مدرس تھے، مقبول مفید خطیب تھے ملت کے غم خوار وغم گسار تھے،خوش مزاج وملنسار تھے، تواضع کا پیکر تھے ،صبر ورضا کے مظہر تھے_
وہ ایک سدا بہار شخصیت کےمالک تھے،روتے کو ہنسانا،مایوس کو پرامید بنانا،غمزدہ کو مسرت بخشنا آپ کے لئے بہت آسان تھا_
ان کی خدمات پر ان کے شاگردان ومعاصرین کی جانب سے بہت کچھ لکھا جائے گا اور یہ حضرت مفتی صاحب رحمت اللہ علیہ کا حق بھی ہے کہ ان پر لکھا جائے ،ان کو پڑھا جائے،ان سے تحریک لی جائے اور ان کی فکر، عمل اور خدمات کی تقلید کی جائے ،تاہم اس عجالہ میں حضرت مفتی صاحب کے مجھ پر احسانات کا تذکرہ میرے لئے باعث رنج بھی ہے باعث راحت بھی ہے،باعث رنج اس لئے کہ

تمارے ساتھ کا موسم بہت سہانا تھا
تمہارے بعد یہ موسم بہت ستائے گا

باعث راحت اس لئے کہ جنبش قلم کے ساتھ آنسوؤں کی بارش،زخم خوردہ دل کے لئے راحت رساں ہوتی ہے_

رولینے سے دل کا بوجھ بھی ہلکا ہوتا ہے
بارش ہوجائے تو موسم اچھا ہوتا ہے

حضرت مفتی صاحب سے میری آشنائی خیر آباد کے طالب علمی کے زمانے میں ہوئی،آپ اس وقت مدرسہ مفتاح العلوم مئومیں مدرس اورمجلہ "المفتاح"کے مدیر تھے ، آپکی ابتدائی تعلیم ،عربی پنجم تک منبع العلوم خیرآباد میں ہوئی تھی ،میں جب 1998 میں مدرسہ منبع العلوم میں عربی چہارم میں داخل ہوا تو غائبانہ طور پرآپ کا تذکرہ بارہاسنتا رہا ،آپ نے مجھ سےاپنے مجلہ کیلئے کسی مضمون کا مطالبہ کیا اور میں نے ایک مضمون بعنوان " بڑھتی آبادی ،گھٹتے وسائل" جسےماہر قلم استاد گرامی مولانا ضیاء الدین صاحب کی نگرانی میں لکھا تھا،مولناکے مشورےسے ارسال کا جو المفتاح میں شائع ہوا ،یہ مفتی صاحب کی وسیع الظرفی تھی کہ ایک طالب کا مضمون اپنے مجلہ میں شائع فرماکر اسے حوصلہ بخشا، پھر دن بدن قربت ورابطےمیں اضافہ ہوتاگیا،سن دوہزار میں میں دارالعلوم دیوبند چلا گیا، مفتی صاحب دوسال "مفتاح" میں خدمت انجام دینے کےبعد،جامعہ فیض العلوم شیرواں چلےگئے، یہیں سےمفتی صاحب کی صلاحیت کے جوہر کھلنا شروع ہوئے،تعلیم وتربیت کی جو وہبی اور کسبی صلاحیت آپ میں موجود تھی،اس کا سب سےپہلا مظہریہی فیض العلوم تھا،یہاں کتنےسال رہے مجھے ٹھیک سے معلوم نہیں، تاہم دوہزار سات میں مفتی صاحب نے فیض العلوم کو خیرآباد کہہ دیا اور نومولود ادارہ جامعہ شیخ الہند انجان شہید کو اپنی جولان گاہ بنایا _

مفتی صاحب کی جگہ عارضی طور پر دو ماہ،مجھے فیض العلوم پر تدریس کا موقع ملا،آپ کے موجد شاگردوں کی صلاحیت وصلاح کو دیکھ کر پہلی باراندازہ ہواکہ آپ کو تعلیم تربیت کا کچھ خاص ملکہ عطا ہوا ہے_

دیوبندکے زمانہ طالب علمی میں ،دورہ کے سال میں، حضرت مولنا نعمت اللہ صاحب اطال اللہ بقاءہ نے ایک دینی وعصری تعلیم کی جانب راقم کو متوجہ کیا تو ،ہم نے سالانہ تعطیل میں، وطن آمد کے موقع پر،علاقے کے بڑے علماء(جن میں مفتی صاحب بھی شامل تھے) سے مولنا کی فکر کا تذکرہ کیا تو تا آپ تائید کرنے والوں میں سرفہرست تھے_

شیخ الہند انجان شہید میں آپ صدر مدرس تھے،ناظم اعلی مولنا فرقان بدر قاسمی صاحب نےمفتی صاحب کو باصلاحیت اساتذہ کی ایک انجمن فراہم کی ،خوب سے خوب تر اساتذہ کی تلاش میں مفتی صاحب کا بھی اہم کردار رہا،انجان شہید کے مقبول استاد:مفتی مامون رشید صاحب اررياوی مفتی صاحب کی طلب پرانجان شہید پہنچے،آپ نے مجھ سے کہا:ایک ایسےاستاد کی ضرورت ہےجوطلبہ میں عربی زبان لکھنے،پڑھنے اوربولنے کا ذوق پیدا کرے، مفتی مامون صاحب میرے مشورے سےوہاں تشرہف لےگئے اور انجان شہید کے مقبول استاد مستقل مقیم ہوگئے ،اساتذہ سے ان کی صلاحیت کے مطابق کام لینا ،ان میں الفت ومحبت قائم رکھنا،طلبہ میں علم وعمل کی رغبت پیدا کرنا ،ایک اہل طالب پر محنت کرکے اسے انکھارنا ،سنوارنا اور سجانا آپ کی طبیعت ثانیہ تھی_

دو ہزار آٹھ سےراقم اپنےعلاقے میں مسقل قیام پذیر ہوا،اس وقت ضلع اعظم گڑھ میں رد تقلید کافتنہ عروج پر تھا،اگرچہ منکرین تقلید کی تعدادکم تھی ،لیکن وہ وسائل اور جوش سے بھرپور تھے ،گاؤں کا گاؤں اس فتنے سے پریشان تھا،راقم نے اپنے علاقے میں اس فتنے کے سد باب کا ارادہ کیا تو سب سے زیادہ معاون حضرت مفتی صاحب کو پایا ،آپ

مجھ سے زیادہ اس تعلق سے فکر مند تھے ،ہم لوگ حسب تقاضا کوئی گاؤں طے کرلیتے، اکثرجمعہ کی صبح اوربسااوقات درمیان ہفتہ متاثرہ گاؤں میں جاتے اور گفتگو کرتے،الحمد للہ ہرجگہ کامیابی ملی،اگرمیرے سامنے کوئی تقاضاآیا اورمیں نے مفتی صاحب سے یا مفتی صاحب نے مجھ سے اس تقاضے پر چلنے کو کہا تو طرفین کی جانب سے انکار کی گنجائش نہیں ہوتی، یہ آپ کے اعتماد اور اخلاص کی بات تھی_

اسی اثناء میں، اعظم شہر کے مضافات میں ایک مسجد میں ہمارے بعض جماعتی نوجوانوں نےاہل اشرفیہ سے مناظرہ طے کرلیا،ہم نے مفتی صاحب کے مشورے سے علماء کی ایک ٹیم تیار کی اور الحمد للہ مکمل کامیابی ملی ، اس وقت اہل مسجد ہی نہیں اہل قریہ بھی صحیح العقیدہ ہیں _

ناچیز کے زریعے قائم کردہ ادارے، (قیام :2004) کی تعمیر ترقی میں مفتی صاحب دل وجان سے شریک رہے،دوہزار دس تک ہمارے یہاں سب کچھ ٹھیک رہا ،پرسکون ماحول میں تعلیم وتعلم کا عمل جاری تھا کہ اچانک مقدرات غالب آئے اور چند غلط فہمیوں کی بنیاد پر ،آپس میں اختلافات ہوگئے ،دن بدن میرے لئے حالات سنگین ہوتے گئے ؛بالآخر اکابر وعلماء کےمشورے سے قدیم ادارے سے علیحدگی کا فیصلہ کیا،اس فیصلے میں بڑی خیر وبرکت پوشیدہ تھی،جو الحمد للہ آج بھی جاری وساری ہے،مفتی صاحب اس پورے زمانے میں تسلی وڈھارس کا ایک بڑاسامان تھے، دوہزار تیرہ میں راقم کےنئے ادارے :خالد بن ولید کے سنگ بنیاد کا پروگرام تھا،جس میں علامہ بحرالعلوم کے ساتھ صدر جمعیت حضرت مولانا ارشدصاحب مدنی ،وغیرہ بھی تشریف لائے، اس پروگرام میں عوام کو سنبھالنے کے لئےعملہ کی کمی نہیں تھی ،لیکن اکابر علماء کی ایک بڑی تعداد کی خدمت کے لئے،مدارس کے طلبہ کی معتدبہ تعداد ضرورت تھی ،جو ہمارے یہاں غیر موجود تھی،اللہ تعالی ناظم

جامعہ شیخ الہند،اور مفتی صاحب رح کوجزائے خیردے کہ یہ حضرات تقریبا چالیس کلومیٹر دورسےاپنے اساتذہ وطلبہ پر مشتمل ایک قافلے کے ساتھ آئے اور خدمت کا حق اداکردیا دوہزار پندرہ میں آپ نے موضع ،سہریا میں جامعہ عزیزیہ کی بناد ڈالی،آپکا حوصلہ تھا کہ ایک چھوٹےسےزیرتعمیرمکان میں، محفل سجادی،شعبہ حفظ کےساتھ عربی سوم تک جماعت قائم ہوگئی،سابقہ مدارس کی طرح یہاں بھی "دوکان" کےبغیر کاروبار اسی شان کے ساتھ جاری ہوگیا،میرے یہاں عربی جماعت اس وقت نہیں تھی،مجھے تدریس سے جڑے رہنے کا شوق ہمیشہ رہا ہے ،مفتی صاحب نے میں نے یا آپ نے مجھ سے کچھ گھنٹیاں پڑھانے کا ذکر کیا ،میں نے تقریبا ڈیڑھ سال جامعہ عزیزیہ میں اعزازی طور پڑھایا،اس درمیان آپ کے اخلاق حسنہ کا بہت قریب سے مشاہدہ ہوا ،میں اپ کا (اعزازی ہی سہی) ملازم تھا ؛ لیکن کبھی آپ نےکوئی سخت بات نہیں کی ،کبھی کسی بات پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا، حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ" میرا سارا کام اپنے مرضی کے مطابق ہوتا تھا"

بارہا ایسا ہوا کہ کسی جلسے آپ کو مدعو کیا جاتا وہ مجھے ساتھ لینا پسند کرتے تھے اور مجھے مدعو کیا جاتا تو میں آپ کو ـــــــ منتظمین کو نام ہم ہی لوگ پیش کردیتے کہ فلاں کو بھی بلالو،مقصد یہ ہوتا کہ اگر دونوں میں کوئی ایک مشغول ہوجائے تو دوسرا اس کی جگہ پر کردے ،اور اگر ضرورت ہوتو دونوں، ضرورت نہ ہوتو کوئی ایک بات کرلے _

ادارہ خالد بن ولید میں بنات کے لئے حفظ کا شعبہ قائم ہے ،آپ کی تقریبا تمام بچیاں پہلے حافظات اور پھر معلمات بنیں،آپکے گھر کا ماحول خالص علمی،دینی اور اطاعت وفرماں داری کاماحول ہے ،اس میں مفتی صاحب کی محنت کے ساتھ مفتاح العلوم مئو کے سابق شیخ الحدیث مولنا شمیم صاحب کی برکت وتربیت کا بھی کا بھی حصہ ہے کہ مفتی صاحب حضرت شیخ کے داماد تھے،اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ ایک دہائی سے زیادہ عرصہ میں کبھی

انکے بچوں سے ہمیں ،خواہ وہ متعلم رہے ہوں یا معلم کوئی شکایت نہیں ہوئی ، اس تعلق سے مفتی صاحب کا رویہ بھی ہمیشہ معاونت کا رہا ہے_

میرے اوپر مفتی صاحب کے ذاتی احسانات بھی بے شمار ہیں، وہ فقر میں بھی غنی تھے اور تنگی میں بھی سخی تھے،جب کبھی مجھے ذاتی طور پر کچھ قرض وغیری کی ضرورت پیش آتی، نگاہ اولین مفتی صاحب کی طرف اٹھتی، آپ نے کبھی مایوس نہیں کیا،ایسا بھی محسوس ہوا کہ بسا اوقات کسی اور سے لے کر دے دیا ہو،یہ سلسلہ ابھی تک جاری تھا_

چند دن پہلے،آپکو فون آیا کہ استاد گرامی مولنا افضل صاحب کیموری جامعہ عزیزیہ تشریف لارہے ہیں،آپ بھی آجائیں کھاناساتھ کھالیں،جدید مدرسہ میں دعاء ہوگی ،اس میں شرکت کرلیں ،میں پہنچا تو دعاء ہوچکی تھی،کھانے میں شریک ہوا،،پھر مجھے اپنے نئے مدرسے لے گئے،وہاں سب کچھ دکھایا،بتایا اورشوال میں نئی جگہ منتقل ہونے کے عزم کا اظہار کیا،باقی شدہ ضروریات کی تکمیل بالخصوص جنگلے ،دروازے کے لئے دعا کی گئی ،چند دن پہلےآپ کا فون آیا کہ الحمد للہ جنگلے،دروازے کا انتظام اللہ کی خصوصی رحمت سے ہوگیا ہے ، محض اس خوش خبری کے لئے فون کیا تھا _

دوروز قبل فون آیاکہ چھ نومبرکو بچی کا نکاح ہے ،مجلس نکاح میں شرکت باعث مسرت ہوگی،کیا خبرتھی کہ اس مجلس مسرت سے قبل ایک مجلس غم میں بھی شرکت کرنی ہوگی یقینا یہ غم مفتی صاحب کے اہل خانہ کے لئے، جامعہ عزیہ کے طلبہ واساتذہ کے لئے ، مفتی صاحب کےاساتذہ،وشاگردان کےلئے،دوست احباب کے لئے اور بہت سارے خواص وعوام کےایک بڑاصدمہ ہے ،لیکن ہم اس موقع پر اسوہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کو اپنے سینے سے لگائے، صبر کریں گے اور آنکھوں سے جاری آنسو اور دل کے درد کے باوجود ہم اپنی زبان سے وہی کہیں گے جو ہمارے رب کو پسندہے اور جسکی تعلیم ہمیں

خود مفتی صاحب ہمیشہ دیتے رہے_
انا للہ وانا الیہ راجعون
بے شک ہم سب اللہ کی ملکیت وامانت ہیں اور ہم سب کو یکے بعد دیگرے اسی کے حضور پہنچنا ہے_

محمد اشرف علی
محمد پور اعظم گڑھ
30/10/2024

(20) مفتی شرف الدین عظیم قاسمی

آہ ۔۔مفتی صاحب
جگر کی آگ سے اس دل کو جلتا دیکھتے جاؤ
دنیا کے اس مسافر خانے میں دیر تک کوئی نہیں رکتا،جانے والوں کا ایک قافلہ ہے جو مسلسل رواں ہے،اس حقیقت کے باوجود آپ کی رحلت ہمارے جیسے کتنے لوگوں کے لئے المناک حادثے سے کم نہیں ہے۔
قلب وذہن کی دنیا میں رنج والم کے سایے پھیل گیےہیں،زبان ساکت ہے،دل مغموم ہے، آپ کی جدائی کےاحساس نےوجود کو کرب واضطراب کےسمندرمیں غرق کرڈالا ہے،ایک آپ کاوجود چند لمحے قبل تک زندگی کے ہر موسم الم میں ایک مضبوط سہارے کا احساس دلاتی تھی مگر آہ۔۔۔آج ایک ناخداسے محرومی کی شدت اپنی انتہا کو پہونچی ہوئی ہے،آپ کو کیا خبر کہ بے سان وگمان آپ کےچھوڑ جانےسے ہم جیسے کتنے منتسبین ومتعلقین کی دنیا میں اندھیرا چھا گیا ہے،خطے میں آپ ہی کی تو ایک شخصیت تھی جو عوام کے ساتھ علماء کےلئے بھی مرکز تھی، جس کے در سے طلباء بھی وابستہ تھے علماء بھی،جو عوام کے

مسائل بھی حل کرتی تھی اور علماء واکابرین کیلئے بھی مرکز نگاہ تھی،آپ نے اپنی خدمات کا صلہ لینے کے لئے ہمیشہ کے لئے جوار رحمت کارخ کرلیاہے مگر آپ کو کچھ خیال ہے کہ ہم جیسے کتنے عقیدت مندوں کی دل کی دنیااس حادثے سے غمزدہ اورمضطرب ہوکررہ گئی ہے کیسے بتائیں کہ خداکے حضور آپ کی حاضری نےوجود کو سناٹے میں ڈال دیاہے قلب حیران ہےکہ یہ کیونکر ہوگیا،ذہن سے روح تک کا عالم بے کیف ہے،افسردہ ہے،رنجیدہ ہے اور محزون ومکروب ہے،تعلیم وتعلم کی کتنی دنیا آپکے دم سےزندہ تھیں،کتنے میخانے آباد تھے، آج جب ساقی اٹھاہے تو پیمانے بھی خالی محسوس ہورہے ہیں،بلکہ حقیقت یہ ہے کہ میخانہ میں ہی اب خاک اڑ رہی ہے،ایسا لگتا ہے

آپ کی زندگی ایک عہد تھی،ایک زمانہ تھی آپ کی رحلت سے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا ہے،تعلیم وتربیت کی بساط سمٹ گئی ہے،قلب وروح کو سنوارنے والی درسگاہ خاموش اورعلم واخلاق کی بزم سونی ہوکر رہ گئی ہے۔

کیا لکھوں کیا نہ لکھوں،غم وآلام کی اس کیفیت میں لفظوں کو یارا کہاں کہ اس درد کی ترجمانی کرسکے۔

اے رب کریم اس مرد آہن اور درویش داناکو اپنی لامحدود رحمتوں کا سائبان نصیب فرما جس طرح خود اس کی ذات کو بے شمار لوگوں کے لئے سائبان بنایا تھا،اس کی قبر کو جنت الفردوس کا نمونہ بنادے،اور ملت کو اس کا بدل عطا فرمادے آمین

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے ویسے بھی جاتا نہیں کوئی

سوگوار۔ شرف الدین عظیم قاسمی

30/نومبر 2024/بروز بدھ

(21) مولانا فیضان اعظمی

انا للہ وانا الیہ راجعون
آج فجر بعد نیند کا اتنا غلبہ تھا کہ موبائل کو ہاتھ نہیں لگایا ابھی یہ خبر دیکھ رہا ہوں اللہ پاک مفتی صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے درجات بلند فرمائے
بچپن سے شناسائی تھی حفظ چونکہ بیت العلوم پر کیا تھا ہم لوگوں کا زمانہ ایک ہی تھا البتہ درسگاہ دوسری تھی یہ حافظ ہارون صاحب مرحوم کے شاگرد تھے
دارالعلوم دیوبند بھی ساتھ ہی گئے تھے البتہ مفتی صاحب ایک جماعت پیچھے تھے وہاں داخلہ سے پہلے ایک ہی روم 108 میں قیام تھا جو مفتی شاہد مسعود صاحب کا روم تھا یہ بھی ہمارے بیت العلوم کے رفیق درس تھے
انتہائی خوش اخلاق مسکراتا ہنستا چہرہ ملنسار انسان تھے ایک بار اتفاقا سہریا میں بھی ملاقات ہو گئی تھی جب طلبا کے ساتھ طاہر صاحب کے گھر میں مقیم تھے
موت سے کسے رستگاری ہے اللہ پاک مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین

(22) مولانا شیخ محمد خالد اعظمی

اعظم گڑھ میں پہلا ایسا جنازہ دیکھا جس میں عوام و خواص علماء، حفاظ، طلاب مدارس کے ذمہ داران کی اتنی بڑی تعداد شریک ہوئی ہر طرف کرتا ٹوپی ہی نظر آرہی تھی صحیح تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے..
اعظم گڑھ کے تقریباً تمام مدارس کے طلبہ اساتذہ و ذمہ دار موجود تھے خیرآباد اور جونپور کے علماء کرام نے بھی بڑی تعداد میں شرکت کی

پہلی بار ہم نے نہ تو کوئی تصویر لی نہ ویڈیو بنائی
مٹی دیکر ابھی فارغ ہوئے ہیں اب واپسی ہورہی ہے نئے پرانے بہت سارے دوست و احباب سے ملاقات ہوئی اللہ سب کو سلامت رکھے
جانے والے کی مغفرت فرمائے..

شیخ محمد خالد اعظمی

(23) مفتی عبیداللہ شمیم قاسمی

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
(سانحۂ وفات مفتی ذیشان احمد قاسمی رحمہ اللہ تعالی)

آج صبح جیسے ہی اذان فجر سے پہلے ساڑھے چار بجے بیدار ہوا اور موبائل اٹھایا تو دیکھا کہ بہت سے میسیج پڑے ہوئے تھے اور جب یہ خبر پڑھی کہ مفتی ذیشان احمد صاحب قاسمی ناظم جامعہ عزیزیہ سہریا ہمارے درمیان نہیں رہے۔

اس خبر کو پڑھ کر بالکل بھی یقین نہیں آرہا تھا مگر کیا کیا جائے موت پر یقین کرنا اور مشیت الہی پر راضی ہونا مومن کا شیوہ ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

{كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ} [العنکبوت: 57]

اور {إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ} [نوح: 4]۔ دیر تک انا للہ کا ورد کرتا رہا۔

موت برحق ہے اس کا وقت مقرر ہے، اس سے کسی کو مفر نہیں، مگر ایک ایسا شخص جس کو بظاہر کوئی بیماری نہیں اور رات کو اپنے معمولات پورے کرکے سویا ہو اور کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو کہ اس طرح کا اچانک حادثہ پیش آسکتا ہے، اس کو اس خبر پر یقین کرنا مشکل ہوگا۔

یہ قحط الرجال کا دور ہے اور مفتی ذیشان احمد صاحب قاسمی جیسے لوگ بہت کم پیدا

ہوتے ہیں جو اپنے مشن کی تکمیل کے لئے ہر وقت کوشاں ہوں اور اس کے لئے دن کا آرام اور راتوں کی نیند قربان کرتے ہوں۔

مفتی ذیشان احمد صاحب کی زندگی جد وجہد اور مجاہدات سے استعارہ تھی، اللہ تعالی نے انہیں اعلی صلاحیت سے نوازا تھا اور اس کا وہ بہترین استعمال بھی کرتے تھے۔ ان کی علمی صلاحیت بہت ٹھوس تھی، ان کے درس سے طالب علم مطمئن ہوکر اٹھتا تھا، ان کے یہاں یاس اور قنوطیت نہیں تھی، جہاں بھی رہے اپنے کار منصبی کو ادا کرنے میں اپنی پوری طاقت صرف کردیتے تھے۔

مفتی ذیشان احمد صاحب مرحوم سے میری ملاقات بہت کم ہوتی تھی، ان کا نام بھی زمانۂ طالب علمی میں کم ہی سن رکھا تھا، انہوں نے حفظ کی تعلیم مدرسہ بیت العلوم سرائے میر سے حاصل کی تھی، بچپن ہی سے ان کے اندر صلاح وتقوی کے آثار نمایاں تھے، ان کے استاذ مولانا حافظ ہارون الرشید صاحب علیہ الرحمہ کی بہترین تربیت کا بھی اثر تھا، جن کے پاس انہوں نے حفظ مکمل کیا تھا، حفظ کے بعد وہ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد مئو عربی تعلیم کے لئےگئے، قدرت نے ان کی دستگیری کی اور بہترین اساتذہ انہیں میسر آئے، جن میں حضرت مولانا افضل صاحب کیموری، حضرت مولانا اصغر صاحب، اور مولانا حافظ عبد الحئی صاحب اور مولانا ضیاء الدین صاحب قاسمی ندوی وغیرہ شامل ہیں۔ عربی پنجم تک تعلیم مکمل کرنے کے بعد وہ دارالعلوم دیوبند گئے اور 1996ء میں انہو ں نے فضیلت کی، اس کے بعد واپس آکر انہوں نے افتاء کیا اور پھر تدریسی زندگی میں قدم رکھا۔

سب سے پہلے انہوں نے مدرسہ مفتاح العلوم مئو سے تدریس کا آغاز کیا اور دو سال وہاں استاذ رہے، اس کے بعد جامعہ شرعیہ فیض العلوم شیرواں آگئے اور یہاں کی فضا

انہیں بہت راس آئی اور تقریباً دس سال تک ان کے فیض کا سلسلہ جاری رہا اس دوران ان کے تلامذہ کی ایک معتد بہ تعداد بھی تیار ہوگئی۔

مولانا فرقان بدر قاسمی صاحب نے جب اپنے یہاں انجان شہید میں مدرسہ شیخ الہند کی بنیاد ڈالی اور انہیں بہترین منتظم اور مدرس کی ضرورت تھی جو ان کا ہر طرح سے ساتھ دے اور ان کے مدرسے کو ترقی کی راہ پر لائے تو ان کی نظر انتخاب مفتی ذیشان احمد صاحب پر پڑی اور بڑے اہتمام سے ان کو اپنے یہاں لے گئے اور تدریس کے ساتھ صدر مدرسی کی ذمہ داری بھی ان کے سر ڈالی، مولانا فرقان بدر صاحب نے اور بھی بہت سے اچھے اساتذہ کا انتخاب کیا جس کی وجہ سے چند ہی سال میں ان کے مدرسہ کی شہرت ہوگئی اور بہت سے باصلاحیت طلبہ وہاں سے فیضیاب ہوکر دارالعلوم دیوبند گئے اور مدرسہ کا نام روشن کیا۔

مفتی صاحب وہاں ایک عرصہ گزارنے کے بعد نظام آباد سے قریب سہریا آگئے جہاں انھوں نے مدرسہ عزیزیہ کے نام سے ایک مضبوط درس نظامی کی درس گاہ قائم کی، مدرسہ بے سرو سامانی کی حالت میں بھی ٹھوس نظام تعلیم اور اعلی تربیت کی وجہ سے بہت جلد مشہور ہوگیا۔ مفتی صاحب کے ذہن میں ہر وقت مدرسہ کی ترقی اور تعلیمی میدان میں مزید آگے بڑھنے کی چاہت اور لگن رہتی تھی اور اس کے لئے وہ ہر طرح کی کوشش کرتے تھے اور اندورن ملک وبیرون اس کے لئے سفر بھی کرتے تھے۔

مدرسہ کی نئ عمارت کی چند سال پہلے اساتذہ واکابر علماء کی موجوگی میں سنگ بنیاد بھی ڈالی تھی اور کچھ تعمیرات بھی ہوچکی تھیں اور جلد ہی نئ عمارت میں مدرسہ منتقل ہونے والا تھا مگر اچانک مفتی صاحب کا سانحۂ وفات پیش آگیا۔ مدرسہ منتقل ہوگا مگر اس وقت بانی کی یاد بار بار آئے گی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

مفتی صاحب کو اللہ تعالی نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا، وہ ایک بہترین مدرس کے ساتھ مفسر بھی تھے اور اپنے گاؤں منگراواں اور دوسری جگہوں پر تفسیر بھی بیان کرتے تھے، عوام کا ان کی طرف بہت رجوع تھا۔ان کے اندر اللہ تعالی نے ایسا دل رکھا تھا جو گمراہیوں کو دیکھ کر تڑپ اٹھتا تھا، یہی وجہ تھی آپ بہت سی جگہوں پر تقریر وغیرہ کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔

آپ کی باتوں میں بہت تاثیر تھی، ایک عرصہ سے آپ منگراواں کے امام وخطیب تھے، عوام آپ سے بہت مانوس تھی، آپ جب رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں اعتکاف فرماتے تو ایک بڑی تعداد آپ کے ساتھ ہوتی تھی۔

گاؤں میں بچوں کے حفظ کا بہترین نظام آپ نے قائم کیا، جو بہت جلد ترقی کی منازل طے کرگیا اور وہاں سے اچھے حفاظ تیار ہو رہے ہیں ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

2006ء میں جامعہ اسلامیہ مظفر پور میں جب میں نے تدریسی سفر کا آغاز کیا تو کبھی کبھی بازار آتے جاتے مفتی صاحب سے ملاقات ہوجاتی تھی، ایک دو مرتبہ آپ کے گھر پر بھی ساتھ چائے پینے کا اتفاق ہوا۔ دو مرتبہ میرا جامعہ عزیزیہ بھی جانا ہوا، مفتی نے بہت اہتمام سے مدرسہ کا معاینہ کرایا، وہ مدرسہ کی نئ تعمیر کو لیکر بہت پرجوش تھے۔

ابھی گذشتہ دنوں جب میرا 11/اکتوبر 2024ء کو منجیر پٹی جانا ہوا تو آپ کے داماد عزیزی مولانا عاقب قاسمی مدنی سلمہ اللہ تعالی سے جامعہ عزیزیہ اور مفتی صاحب مرحوم سے متعلق بہت سی باتیں ہوئیں، وہاں کا نظام تعلیم طلبہ کی تعداد اور تنخواہ وغیرہ پر بھی گفتگو ہوئی، عزیز موصوف جامعہ عزیزیہ میں استاذ ہیں۔

اچانک آپ کی وفات کی خبر سے بہت صدمہ پہنچا، لکھنے کو طبیعت چاہ رہی ہے مگر غم کی اس کیفیت میں انہیں الفاظ پر اکتفاء کرتا ہوں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مفتی صاحب کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے، پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور جامعہ عزیزیہ کو ان کا بدل عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(24) حافظ خطیب اعظمی

کل سے موبائل دیکھنے کی نوبت نہیں آئی تھی آج کچھ دیر پہلے جیسے ہی موبائل کھولا ایک نہایت افسوسناک خبر نظر آئی۔

علاقے کی معروف شخصیت جامعہ عزیزیہ سہریا کے بانی و مہتمم مفتی ذیشان احمد صاحب قاسمی منگراواں کے اچانک انتقال کی نہایت افسوسناک خبر ملی۔

مفتی صاحب سے کبھی ملاقات نہیں تھی لیکن انکے تعلیمی میدان کے کارنامے پاسبان میں پڑھنے کو ملتے رہتے تھے اور دیگر دوستوں کی زبانی بھی سننے کو ملتا تھا کہ موضع سہریا میں انھوں نے ایک جامعہ کھولا ہے جو بہت تیزی سے ترقی کی منازل طے کرتے بلندی پر جارہا ہے۔ افسوس کہ بڑی جلدی یہ سورج غروب ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے۔ درجات کو بلند فرمائے۔ پسماندگان و تمام متعلقین اور ان کے طلباء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ان کے لگائے شجر کو انکے لئے توشہء آخرت بنائے۔

محمد خطیب اعظمی

30/10/2024

(25) مولانا شمیم حنفی

مفتی ذی شان صاحب نوراللہ مرقدہ کےجنازہ میں شرکت ہوئی، ساتھ میں ہمارے مدرسہ کے منشی حافظ عمران صاحب بھوانی پور بھی تھے، ساڑھے 11 بجے کے قریب ہم لوگ منگراواں پہونچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جنازہ لایا ، مفتی صاحب کی زیارت سے مشرف ہوئے ، ماشاءاللہ چہرہ کافی پرنور تھا ، پیشانی پر سجدہ کے نشانات نمایاں تھے ، زیارت کے معا بعد نماز جنازہ ادا کی گئی ، متعدد پاسبانی احباب و بزرگوں ، اساتذہ کرام ، علم دوست احباب سے لقا کا شرف ملا ، مختلف مدارس و مکاتب کے نظماء، صدور ، اساتذہ و مدرسین نیز کثیر تعداد میں طلبہ عظام موجود تھے۔ سب نے پرنم آنکھوں حضرت مفتی صاحب کو سپرد خاک کیا بعدہ اپنے اپنے ٹھکانہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

اللہ تعالی مفتی صاحب کی بال بال مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے ، اور جامعہ عزیزیہ کو ان کا نعم البدل عطا کرے آمین

شمیم حنفی

30_10_2024

(26) مولانا ازہر جون پوری

رہنے کو سدا دہر میں آتا نہیں کوئی
تم جیسے گئے، ایسے بھی جاتا نہیں کوئی

آج بہ تاریخ 30/ اکتوبر 2024 بہ روز بدھ نماز فجر کےلیے بیدار ہوا تو پاسبان علم و ادب میں مفتی ذیشان احمد صاحب کےدارفانی سےرخصت ہو جانے کی جانکاہ خبرموصول ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کچھ دیرکےلیے تودل ماننے کو تیار نہ تھا

اور ایسا محسوس ہوا کہ خبر لکھنے والے نے نام غلط لکھ دیا ہے، بار بار میسج پڑھتا رہا دعائیں کرتا رہا یکایک یہ جملہ یاد آیا: "مــرضی مولیٰ از ہمـــہ اولی"۔
چارسال قبل مفتی صاحب سے میری ایک ملاقات موضع لپری میں مولانافضیل احمد رحمہ اللہ کے دولت کدہ پر ہوئی تھی کھانے کے دوران بہت تفصیلی بات چیت ہوتی رہی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے برسوں کی ملاقات و شناسائی ہو میرے بھانجہ حافظ سعید ابن فضیل احمد لپروی مفتی صاحب کے مدرسہ میں زیر تعلیم ہے جو امسال عربی پنجم میں ہے، آئندہ سال داخلہ کے لیے دارالعلوم جائے گا ان شاءاللہ۔
مفتی صاحب یقینا انتہائی بزرگ ملنسار اورلوگوں کا دل جیت لینے کا ہنر رکھتے تھے، پہلی ہی ملاقات میں ہر کسی کو اپنا گرویدہ و عاشق بنالیتے، رجال سازی اور طلبہ کی تعلیم و تربیت کا اللہ رب العزت نے غضب کاملکہ عطاکر رکھا تھا، لیکن موت سے کس کو چھٹکارا ہے،وقت مقرر آجانے کے بعد ایک لمحے کے لیے بھی مہلت نہیں ملتی؛ بالآخر ان تمام خصوصیات کا حامل شخص اہل خانہ و متعلقین اور ہزاروں تلامذہ و معتقدین کو روتا بلکتا چھوڑ کر جوار رحمت رب میں پناہ گزیں ہوگیا۔
اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے بالخصوص اہل خانہ اور انکے لگائے ہوے چمن کے تمام طلبہ و اساتذہ کرام کو صبر عطا فرمائے،اس ادارے کو بہترین نعم البدل عطا فرمائے اور اس شجرۂ طوبیٰ کو خوب تناور وشاداب بنائے.آمین یا رب العالمین۔۔۔

ازہرجون پوری 30-10-2024

(27) مولانا احسن کلامی

آنسو بہا رہی ہے فضا تیری موت پر

رات کے ایک ایسے پہر میں گھر سے کال موصول ہوئی جب ساری زندگیاں پر سکون ماحول میں انگڑائیاں لیتے ہوئے خوابوں و خیالوں کی سیر کرتی ہیں، نیند سے بیدار ہو کر، کال ریسیو کیا تو، آواز آئی " استاد محترم ، مفتی صاحب اب ہمارے درمیان نہیں رہے" یہ سنسنی خیز خبر سنتے ہی دل تصدیق کرنے سے انکار کردیا ، جب اسکی تحقیق کیلئے"پاسبان علم و ادب " گروپ کھولا تصدیق کے بعد دل دھک سے رہ گیا ، آنکھوں سے آنسوں چھلکنے لگا ، اور ذہن ماضی کی یاد میں ڈوب گیا !!

مفتی صاحب کی باتیں اور شفقت و محبت اور شاگردی میں گزارا ہوا وقت بہت مختصر سا لگنے لگا ، اور دل سے یہ صدا نکلی، کاش ! قدرت نے استاد محترم کے زیر سایہ مزید زندگی بسر کرنے کا موقع دیا ہوتا، مگر

تقدیر کے فیصلے اور حوادث زمانہ انسان کو مختلف راہوں پے لے جاتے ہیں ،

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد مفتی صاحب کے صاحب زادے ، ذکی بھائی کو کال کیا، تو کال ریسیو ہونے کے بعد تھوڑے ضبط کے بعد زارو قطار رونے کی آواز سنائی دی، جسکی وجہ سے مجھ سے بھی صبر کا دامن چھوٹ گیا ، اور کچھ گفتگو نہ ہوسکی،

راقم کا تعلق اور مفتی صاحب

2016میں حفظ مکمل کرنے کے بعد والدِ محترم اور مفتی اشرف صاحب کے مشورے سے جامعہ عزیزیہ سہریا میں منسلک ہوا، اور وہاں مفتی صاحب کی شاگردی میں

مسلسل چھ سال رہا، آپ سے حد درجہ قربت کی وجہ سے مشاہدہ ہوا ، فی الواقع آپ خوش مزاج، خوش اخلاق، نہایت سنجیدہ تھے،اور آپ ایک بہترین مشیر بھی تھے اور مثالی والد ، اس کے علاوہ آپ بہت سے اوصاف حمیدہ کے حامل تھے ، آپ سے جو ملتا (خاص وعام) آپکےاخلاقِ حسنہ کا گرویدہ ہوجاتا،آپ کو اصول فقہ وتفسیر اورتفسیر قرآن میں خاص مہارت حاصل تھی،علم دین سےشغف کے باعث آپ نے اپنی زندگی درسِ و تدریس میں وقف کرر کھی تھی،(فراغت کےبعد ایک عرصے تک دیگر مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں ، بالآخر 2015 میں عوام اور خواص کےتعاون اور آپکے اخلاصِ عمل کے نتیجے میں "جامعہ عزیزیہ" کے نام سے ایک ادارہ عمل میں آیا ،) آپ نے مدارس و مکاتب کے علاوہ درسِ قرآن کےذریعے مسلم معاشرےمیں اسلامی تعلیمات اور شعائر سے امت کو روشناس کرایا، علاوہ ازیں آپ ایک نہایت ہی کامیاب منتظم اور مدبر تھے ، جس کے نتیجے میں "جامعہ عزیزیہ سہریا اعظم گڑھ"قلیل مدت میں اس مقام پر پہنچا، جس تک سفر طے کرنے کیلئے ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے اسی وجہ سے دوسرے مدارس و مکاتب کےمنتظمین آپ سے نظم و نسق کے سلیقہ سیکھتے اور اپناتے ، آپ کی دینی تعلیم میں خلوص،آپ کو دوسرے منتظمین سے جدا کرتی ہے ،اور آپ نے اپنے علم و فضل سے سینکڑوں کی تعداد میں، افراد کی علمی تشنگی بجھائی ،

راقم کا تعلق 2016 سے ، استاد و شاگرد کے طور پر ہوا تھا، لیکن بعد میں باپ اوربیٹےکے رشتے میں تبدیل ہو گیا تھا، از "جامعہ عزیزیہ" تا "جامعہ ملّیہ اسلامیہ"

کے علمی سفر میں مفتی صاحب کا بہت بڑا احسان و کرم ہے ، آپ نے مکمل راہنمائی کی، اور پیش آمد پریشانیوں کا ہر ممکن ازالہ کیا ، میں نے اپنی زندگی میں ان جیسا مشفق و مربی نہیں پایا ، جس کے ہر عمل میں خلوص نظر آتا تھا !!

ابھی کچھ دن پہلے جب مفتی صاحب سے بات ہوئی تھی تو کہنے لگے کہ "یونیورسٹی میں جانے کے بعد بھول گئے ہو ، ملاقات کافی دن سے نہیں ہوئی ہے" لیکن قدرت کرنا ایسا ہوا کہ آخری دیدار تک نہ ہوا ، بہت چاہا کہ جنازے میں شریک ہوجاؤں لیکن دہلی سے اتنے کم وقت میں اتنا لمبا سفر ناممکن تھا !!!

لیکن مفتی صاحب کا یوں اچانک اس دار فانی سے رخصت کر جانا ، واقعی ، مفتی صاحب کے اعزاء و اقارب دوست و احباب اور ہم جیسے شاگردوں کیلئے ایک نا قابل بیان صدمہ ہے ، لیکن قدرت کے سامنے سرنگوں ہوکے رب سے دعا گو ہیں کہ اللہ رب العالمین ہمارے مشفق و مربی ، استادِ محترم کی سیئات کو حسنات سے بدل دے، اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرما ، اور اہل خانہ کو صبر جمیل عطا فرما

"إِنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى"

احسن کلامی
جامعہ ملّیہ اسلامیہ ، نئی دہلی
30/10/2024

(28) مولانا حفظ الرحمن اعظمی

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا ، تحیر کسے کہتے ہیں،سکتے کا عالم کیا ہوتا ہے آج زندگی میں پہلی بار اس کا احساس ہوا،اس دوش ناتواں نے نہ جانے کتنے جنازوں کا بوجھ اٹھایا،کتنی وفات حسرت آیات کی خبر سنی؛ لیکن برادرم شاکراعظمی کے چند فقرے نے جو قیامت برپا کی اس کا درد ہر خبر ہر بوجھ سے بڑھ کر ہے ۔

میں یہ کہوں کہ مفتی صاحب میرے ہی گاؤں کے تھے،انھیں میں بچپن سے دیکھتا آیا ہوں،چلتے پھرتے ہر اعلی مقام پر وہ نظر آجاتے تھے،میں ان کا شاگرد انھوں نے مجھے فلاں فلاں کتاب پڑھائی یہ بہت چھوٹی بات ہے،وہ میرے محسن، میرے مربی میرے مسیحا تھے،میری کشتیٔ حیات کے کھیون ہار اورزندگی کی چلچلاتی دھوپ میں شجر سایہ دار تھے ، میری ٹوٹی پھوٹی تمام صلاحیتیں انھیں سے منسوب بلکہ میرے وجود کا ذرہ ذرہ ان کا مقروض ہے ۔

حضرت الاستاذ ایک جید عالم دین،بہترین مدبر ومنتظم اور ایک صائب الرائے شخص تو تھے ہی لیکن وہ نمایاں وصف _جو انھیں اپنے ہم عصروں میں ممتاز کرتا تھا_ وہ رجال سازی ، اعلی انداز ترتیب اور حسن انتظام تھا ، مفتی ذیشان صاحب علیہ الرحمہ اپنےشاگردوں کی جس اندازمیں تربیت فرمایاکرتےتھے اس کی مثال مدارس عربیہ میں شائد کہیں نظر نہ آئے اور حسن انتظام کے تو کیا ہی کہنے ، زلف برہم کے سنوارنے میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا ۔

انداز تربیت کی ایک جھلک

عربی اول کی سال تھی اور شرح مائۃ عامل کا پہلا سبق تھا، ارشاد ہوا "حفظ الرحمن سناؤ" تعمیل حکم میں شروع تو ہوگیا لیکن انجام بہرحال معلوم تھا۔ سبق سنانے کے بعد وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔ غصے کی ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کتاب لیکر کھڑے ہوجاؤ ، خیر گھنٹی ختم ہوئی چھٹی ہوئی اور اب کھانے کے بعد قیلولے کی تیاری میں تھا ، تبھی کسی نے کہا مفتی صاحب یاد کررہے ہیں، ڈرتے ڈرتے حاضر ہوا لیکن درسگاہ کے برعکس یہاں غیظ و غضب اور ڈانٹ ڈپٹ نہ تھی بلکہ شفقت و محبت کا ایک دریا تھا جس کی لہروں میں میرا وجود بہا جارہا تھا، فرمایا " اگر سبق سمجھ میں نہیں آیا تھا تو دن بھر کہاں تھے، سمجھنے کیوں نہیں آئے ؟ تکلیف تو اسی بات کی ہے کہ بے فکری کے گھوڑے پر سوار ہو تمہیں کتاب، سبق ، درسگاہ اور استاذ کی کوئی پرواہ ہی نہیں" پھر گویا ہوئے "میرے پیارے ! امیدوں کا ایک شیش محل بناکر بیٹھا ہوں اگر اسی طرح چکنا چور کرتے رہوگے تو ذیشان تو نڈھال ہوجائے گا " یہ لفظ کہاں تھے یہ تو ایک نشتر تھا جس نے سیدھا دل پر اثر کیا ، پھر تو میں تھا میرے آنسو اور میری ہچکیاں تھیں،میں روتا رہا مفتی صاحب سینے سے لگا کر دعائیں دیتے رہے۔۔۔امیدوں کا شیش محل بناکر بیٹھا ہوں اس جملے نے خاک کے ذرے کو ہمدوش سلیماں کردیا تھا،پانچ سال صرف اسی فکر میں بسر ہوئی کہ امیدوں کا محل سلامت رہے اور حلفیہ کہہ سکتا ہوں کہ خاکسار کو لاابالی پن کے دریا سے نکال کر سنجیدگی کی کشتی پر سوار کرنے میں اس جملے نے کلیدی کردار ادا کیا۔

(29) مولانا صابر قاسمی

میں چلا جاؤں گا میرا تذکرہ رہ جائے گا

مفتی ذی شان صاحب قاسمی رحمہ اللہ بڑی خصوصیات کے حامل تھے، بڑے ہی خلیق اور ملنسار تھے،معاملہ فہمی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی،بغیر کسی بھدگی کے الجھی سے الجھی گتھیاں سلجھانے کا بھر پور ملکہ تھا، میرے خیال میں ان کی ایک بہت بڑی خصوصیت تعلقات کا نبھانا تھی،ان سے تعلق رکھنے والا یہی سمجھتا تھا کہ مفتی کے سب سے بہتر تعلق مجھ سے ہی ہیں، وہ بہت ہی بہترین ذہن ساز تھا، قوم و ملت کی بہتری کے لئے فکر مندرہنے والےانسان تھے مفتی صاحب، ان کے انتقال سے عجیب کیفیت بنی ہوئی ہے،وہ ذہن و دماغ سےاتر ہی نہیں رہے ہیں۔

جاتے جاتے بےقراری جائے گی

اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی مغفرت فرمائیں، درجات کو بلند فرمائیں، پسماندگان و متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور جامعہ عزیزیہ سہریا کو ان کا نعم البدل عطا فرمائیں آمین یارب العالمین

صابر القاسمی

30/10/2024

(30) مفتی یاسر صاحب قاسمی

حضرت مولانا مفتی ذیشان صاحب رحمہ اللہ کا مدرسہ:

اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ کس سے کیا اور کہاں کام لیناہے، میں نے وہ منظر سرائے میر جاتے ہوئے دیکھا تھا جب مدرسہ عزیزیہ سہریاکی طرف تپائی اورکتابوں کےساتھ طلبہ بس پر سوار ہوکر جارہے تھے، یہ ان کے مدرسہ کا پہلا دن تھا، میں نے ان بچوں سے دریافت کیا کہ کہاں کا قصد ہے،کہنے لگے مدرسہ عزیزیہ سہریا،پہلی بار یہ نام کانوں میں پڑا تھا، استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ نظام آباد سے متصل کوئی گاؤں ہے، وہیں کسی مکتب میں مفتی صاحب نے مدرسہ کی بناء ڈالی ہے،پھریہا میں بس رکی اور بچے نیچے اتر گئے، میرے ذہن میں مختلف خیالات آئے، منظر پس منظر ذہن کی اسکرین پر نمودار ہوا اور گزر گیا اورمیں بھی مدرسہ بیت العلوم سرائے میر پہنچ کر اپنےطلبہ اور کتابوں کے ساتھ محو ہوگیا،کچھ دنوں کےبعد مدرسہ عزیزیہ سہریا کا نام باربار سننے کا عادی ہوگیا، مگر گوشہ نشین افتاد طبع کے باعث نہ تومفتی ذیشان صاحب کی زیادہ جستجو ہوئی،نہ ہی مدرسہ عزیزیہ سہریا کی،مگر احیاء العلوم مبارکپور منتقل ہونےکے بعد ادھر تین چار سالوں میں مفتی ذیشان صاحب سےبراہ راست ملاقات ہوتی رہی،ہم جب بھی ملتےتو تعلیم و تربیت ہی کا موضوع زیر بحث رہتا، میں ان سےطریقہ تعلیم و تربیت جاننا چاہتا تو وہ متواضعانہ انداز میں طرح دے جاتے،دیوبند میں چند مجلسوں میں کچھ کھلے، تو کچھ تبادلہ خیال ہوا، انسیت بڑھتی چلی گئی، مجھےاحیاء العلوم مبارکپور کی تعلیم وتربیت کو مزید بہتر بنانے میں کافی وافی رہنمائی ملتی گئی، سال گزشتہ مفتی صاحب نےتکمیل حفظ وقراءت کے جلسے میں مدعو کیا، بندہ کان پور سے شب میں کوئی چار بجے بائی کار واپس آیا، بیت العلوم پر کچھ آرام کیا، نماز فجر کی ادائیگی کے بعد کچھ ناشتہ کرکے مدرسہ عزیزیہ پہنچا، تکان بہت تھی، نیند کا خمار بھی تھا،

مگر مدرسہ عزیزیہ کے اشتیاق کی وجہ سے نشاط سے لبریز تھا،مدرسہ میں جیسے ہی داخل ہوا، تو طلبہ اپنے ہاتھوں جھاڑو لگارہے تھے، مدرسہ کی مکمل صفائی ہورہی تھی، معلوم ہوا کہ یہ روز کا معمول ہے،مدرسہ عمارت کے اعتبار سے معمولی تھا، مگر صفائی ستھرائی غیر معمولی تھی، ہرچیز منظم نظر آئی،مفتی صاحب اور مفتی منظور صاحب کے ساتھ ناشتہ ہوا، مدرسہ کے پرائمری کے طلبہ کی دعاء میں شریک رہا، یقیناً یہ منظر دل ربا اور قابل تقلید تھا، مدرسہ کے مطبخ، نظام بعام، اور پرائمری آفس کا معائنہ کیا، نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کو سمجھا،جسے بہت معیاری پایا، اس کے بعد مفتی صاحب عربی اول کی درس گاہ مجھے لیکر گئے، طلبہ نے عربی زبان میں مجھ سے گفتگو کی، جو ان کے سن اور معیار کے اعتبار سے قابل رشک تھی،شرح مأۃ عامل کی ترکیبیں سنا، پھر مفتی صاحب مجھے عربی سوم یا چہارم کی درس گاہ لے گئے، ان بچوں نے بھی مکمل عربی زبان میں گفتگو کی، ان کا معیار بہت اچھا تھا، میں نے بچوں کی کاپیاں دیکھیں وہ بھی بہتر محسوس ہوئیں، طلبہ کی تحریریں قدر مشترک طور پر بہت عمدہ تھیں، میں نے نظام معلوم کیا تو پتہ چلا کہ ہرجماعت باضابطہ کسی استاذ سے وابستہ ہے اور تحریر کی مشق بھی کرتی ہے، مجھے یہ نظام بے حد پسند آیا، پروگرام کا وقت قریب ہوچکا تھا، اس لئے مسجد میں حاضری ہوئی، پروگرام بہت معیاری تھا، بندہ نے آخری سبق علماء کرام کے ساتھ سماعت کیا، پھرمفتی ذیشان صاحب کے مختصر بیان کے بعد تفصیلی گفتگو کی،مدرسہ عزیزیہ کی اہمیت و فضیلت اور بے سروسامانی کے عالم میں اس کی باتوفیق محنت پر بھی روشنی ڈالی،نیز عظمت قرآن مجید پر روشنی ڈالی، پھر دعاء کے بعد ظہرانہ تناول کرکے نو تعمیر مدرسہ اور مسجد کی زمین اور مفتی صاحب کے عزائم سے روشناس ہوا، وقت کے تقاضے پر عمل کرتے ہوئے مفتی صاحب سے ہر طرح کے تعاون کی یقین دہانی کرتے واپس مبارکپور کے لئے روانہ ہوگیا، مدرسہ کی اس زیارت نے بہت

کچھ سیکھنے کا مجھے موقع دیا، مفتی صاحب کا کمال یہ تھا کہ ناظم ہونے کے باوجود وہ کامل طور پر مدرس بھی تھے،طلبہ کے درمیان شب وروز مقیم رہ کر انہیں خوب نکھار دیا کرتے تھے، نیز ان کے مدرسہ کی ترقی کا راز یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ مفتی منظور صاحب اور نوجوان اساتذہ کی ٹیم شب وروز لگی ہوئی تھی، جو مفتی صاحب کے چشم وابرو کے اشاروں پر فدا تھی، پورا مدرسہ مخلص اساتذہ ومربین کے ہالے میں محو سفر رہا، یہ مدرسہ عزیزیہ ہے، جہاں ہر فرد مقصد کے حصول میں متحد الفکر تھا، سب کی دھن ایک تھی، سب کی سمت یکساں تھی، اور اس کشتی نوح کا ربان عالم ربانی تھا، جس نے اپنے سوز دروں، بالغ نظری، رسوخ علمی، تواضع اور انکساری، خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی سے ہر سرد وگرم تھپیڑوں کو سہتے طوفانوں سے بے پرواہ ہوکر منزل کی طرف گامزن تھا، سبھی اس کی صحبت اور معیت پر شاداں وفرحاں تھے،کہ سبک رفتار ملک نے شب کی پرسکون تاریکی میں اپنا فرض ادا کیا اور جب ہم بیدار ہوئے تو ہاتھ مل کر رہ گئے،

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ،

بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں.

تُو رہ نوردِ شوق ہے، منزل نہ کر قبول
لیلیٰ بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول

محمد یاسر قاسمی

٢٦/٤/١٤٤٦

(31) ڈاکٹر اظہر جمال

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مفتی ذیشان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں لوگوں کی کثیر تعداد انکی محبت، خلوص، اور شخصیت کی مقبولیت کا واضح ثبوت ہے۔ ان کے اخلاق، خدمت، اور بے لوث محبت نے انہیں لوگوں کے دلوں میں خاص مقام دیا تھا،اور یہی وجہ ہیکہ ایک بڑی تعداد انہیں الوداع کہنے آئی ۔

اگرچہ میری ان سے رو برو شاید ملاقات نہیں ہو سکی، لیکن طلبا سے ان کا ذکر خیر بارہا سنتا رہا۔ ان کی محبت، علم اور شفقت کا تذکرہ ہمیشہ دل کو متاثر کرتا تھا۔ ان کے اخلاق اور علم نے انہیں ہر دل عزیز بنایا اور ان کی شخصیت کا اثر ان کے طلبا کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہے گا ۔

انہوں نےعلم کے فروغ کےلیے اپنی زندگی وقف کی، اور انکی شفقت، محبت اور رہنمائی نےبے شمار شاگردوں اور ساتھی اساتذہ کی زندگیوں کو بہتر بنایا۔ ان کے لیے تعلیم محض ایک پیشہ نہیں بلکہ ایک عظیم مقصد تھا، جسےانہوں نےنہایت اخلاص اورمحبت سے نبھایا مفتی صاحب کی اچانک وفات پر ہر عام و خاص دلی طور پر رنجیدہ ہے۔ ان کی شخصیت کی خوبیوں نے معاشرے کے ہر طبقے میں ان کے لیے محبت اور عزت پیدا کی تھی۔

ان کے جانے سے ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جسے پُر کرنا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے، ان کی مغفرت فرمائے، اور تمام سوگواران کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(32) مولانا پھول حسن

کل دن بھر مفتی ذیشان علیہ الرحمۃ کے محاسن اور اظہار غم پر تحریریں پڑھتا رہا اور آنسو بہاتا رہا ۔

اس درمیان یہ سوچتا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عند الناس کتنا محبوب بنایا تھا ، در حقیقت اپنی مثبت فکر اور تعمیری کارکردگی کی بنا پر مفتی صاحب کو یہ مقام عطا ہوا تھا ۔ محبوب عند الناس کو دیکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی رحیم و کریم ذات کا خیال کرتے ہوئے ظن عروج پا کر یقین کے آسمان پر براجمان ہوگیا کہ یقیناً مفتی صاحب نے عند اللہ بھی مقبولیت پالی ہوگی ۔

کئی دنوں سے ایک گھریلو پریشانی سے جھوجھ رہا تھا اور کل تو وہ عروج پر تھی ۔

ابھی ہمارے ادھر شکیلیت کے فتنہ کو لے کر روزانہ علاقے میں کہیں نہ کہیں بھاگنا پڑتا ہے اس وقت فجر اکیلے پڑھ کر بس میں بیٹھ گیاہوں ، فتنۂ شکیلیت کے بڑھتے معاملے کو لے کر آج بیگوسرائے کے پڑوس چلمل میں تحفظ ختم نبوت کی ایک میٹنگ رکھی گئی ہے ، جس میں اپنی حاضری درج کرانی ہے ۔

بس میں بیٹھنے کے بعد مفتی یاسر صاحب کی تحریر ، ترجمان صاحب کی ڈاکٹر صاحب سے ملاقات کے ذکر نے چشم کو بے قابو کر دیا ۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ کے جو خاص متعلقین و منتسبین ہیں وہ تو مستحق تعزیت ہیں ہی ، ہم سب کو بھی تلقین صبر و اشک شوئی کی ضرورت ہے ۔

اللہ تعالیٰ تمام کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

(33) مفتی عبیداللہ شمیم قاسمی

گذشتہ چند سالوں میں بہت سے بڑے بڑے علماء کو ہم نے کھودیا، کرونا کے زمانہ میں دارالعلوم دیوبند کے کئی بڑے اساتذہ راہئ ملک آخرت ہوگئے، جن میں حضرت مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب اعظمی، حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری،حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی، حضرت مولانا عبد الخالق صاحب سنبھلی، اسی طرح اور بہت بھی بہت سے علماء کی وفات کا سانحہ پیش آیا، حضرت مولاناسید محمد رابع صاحب ندوی،حضرت مولاناعبد العلیم صاحب فاروقی،حضرت مولانا سلمان صاحب مظاہری سہارن پوری،حضرت مولاناشاہدصاحب سہارن پوری،رحمتہ اللہ علیہم

ان میں سےاکثر اپنی عمر طبعی کو پہنچ چکے تھے، یا پہلے سے بیمار تھے مگر آج مفتی ذیشان احمد صاحب قاسمی کی اچانک وفات سے دل دہل گیا، کل رات مفتی صاحب اعظم گڑھ دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے، رات میں صحیح سلامت واپسی ہوئی اور معمولات پورے کرکے سوئے مگر درمیان شب یہ حادثہ پیش آگیا، اس سے زیادہ دنیا کی بے ثباتی کیا ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفتی صاحب کو قبولیت عطا ہوئی تھی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حتی یوضع لہ القبول في الأرض کہ زمین پر اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے، دور ونزدیک کے سبھی لوگ ان سے محبت کرتے ہیں۔ مفتی صاحب کا بھی یہی حال تھا۔

مفتی صاحب کی سب سے بڑی خصوصیت جو آج نظر آرہی ہے وہ یہ ہے کہ انکے تلامذہ ان سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے، یہ اسی وقت ممکن ہے جب جانبین سے تعلق ہو۔ زندگی کی بے ثباتی اور مفتی صاحب کی اچانک موت نے یہ سوچنے پر مجبور کردیا کہ ہم نے کل کے لئے کتنی تیاری کی ہے۔

غفلت کی چادر کو پھینک کرہمیں کل کی تیاری کرنی چاہئےاور ہمہ وقت اس کے لئے تیار رہناچاہئے۔اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کوغریق رحمت کرےاور ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق دے

(34) الشیخ وقار احمد القاسمی (عربی مضمون)

مفتي محمد ذيشان القاسميؒ عالما وخطيبا

وقار أحمد القاسمي

(الجامعة الملية الإسلامية)

هو العالم الكبير، والفقيه النجيب، والأديب الأريب، والمفسر الموهوب والخطيب البليغ والبحاثة النقادة مفتي محمد ذيشان القاسمي الذي فقدته الأمة اليوم (اليوم الأربعاء)، لتنثلم بذلك ثلمة كبيرة، ضاعفت آلامنا وأدمت قلوبنا.

ولد في عام.................... في قرية منجراوان (منگراواں) التابعة أعظم جره، أترابراديش الهند. نشأ في بيت صلاح وتربية عجيبة، وكان على درجة عالية جدا من الفطنة والذكاء النادر، تعلم في مدرسة منبع العلوم خير آباد، مئو، فحصل على علوم العربية والفقه والأصول والتفسير والحديث وغيرها تحصيل فهم وإتقان.

ثم بدأ له أن يأخذ بسنة السلف في الرحلة لطلب العلم وتحصيله، فتتسع له

الخبرة في الحياة. فرحل إلى مهد العلماء الربانيين والجامعة العظيمة الدينية أكبر جامعة إسلامية في الهند "دار العلوم ديوبند" وتعلم من شيوخه.

وكانت هذه الجامعة أزهر الهند وقرطبة الهند، تذخر بكبار العلماء في كل علم في التفسير وعلوم القرآن، والحديث الشريف وعلومه، والفقه والأصول وعلوم العربية وما إلى ذلك، وكان أكبر كبارها الشيخ نصير أحمد خان صاحب عليه الرحمة.

أدرك في جامعة ديوبند رجالا جمعوا إلى علومهم الناضجة وقدراتهم الدقيقة: رفق القول، وصدق اللهجة، وصالح السلوك والعمل، وأصحاب سنة وورع وزهد وتقوى، فكسته صحبتهم بكسائها، وأفاد منهم علما صحيحا، ورأيا صائبا، وشغفا باتباع السنة وتحصيلها ونشرها، وبهاء في الكلمات الفطرية، وجمالا في الأخلاق والآداب. وبعده رجع إلى مدرسة "مفتاح العلوم" مئو للتخصص في الفقه وحصل على شهادة الإفتاء.

وغدا بعد تخرجه على يد العلماء في ديوبند ومئو عالما فاضلا مرموقا، نابغا في علوم القرآن والفقه، وهو ما يزال في مقتبل شبابه. فاستشرفت إليه العيون، وتعلقت به القلوب وتوجهت إليه الأنظار. وفي أثناء هذه السنة شيخ الحديث مفتاح العلوم مولانا شميم أحمد قاسمي زوج بابنته. له ابن وخمس بنات.

وبعد أن اكتملت دراسته عينه للتدريس في "مفتاح العلوم" ودرس هناك

سنتين، ثم ذهب إلى "فيض العلوم" في شيروان بمنطقة سرائمير في أعظم جره، ويتواصل بهذه المدرسة عشرة أعوام. ثم ذهب إلى مدرسة "شيخ الهند" انجان شهيد أعظم جره.

بعد فترة طويلة تفرس بعض الصلحاء من أصدقائه مخايل النجابة الباهرة، فأصر عليه أن ينهض بتأسيس مدرسة في قرية "سهريان" بمنطقة نظام آباد أعظم جره، فاستجاب لذلك وأسس فيها مدرسة "جامعة عزيزية". وشرع نفسه فيها العلوم وأعاظم الكتب من التفسير والفقه والقواعد العربية وما إلى ذلك. خلال هذه الأعوام أقام درس القرآن في منطقة مختلفة واشتاق إلى زيارة بيت الله الحرام فوفقه الله إلى زيارته مرتين أو أكثر.

وبقي في الجامعة العزيزية تسع سنوات، يشتغل بالدرس والواعظ والتذكير، فاستنارت هاتيك البقاع بنور علومه: علما وعملا وسنة وفقها وأصولا، فقوم بوجوده الأود. واليوم (اليوم الأربعاء) توفي بأزمة قلبية في ليل الثلاثين من أكتوبر ٠م.

وتخرج على يديه الأفواج الكثيرة من الطلبة الذين غدوا العلماء ذو معارف في تلك الديار. كان الجميع يشعرون الحزن بشدة على وفاته.

كان مفتي محمد ذيشان القاسمي رجلا كريما يتصف بمكارم الأخلاق ومحاسن الأوصاف، وكان صابرا وشاكرا يتسم بذكاء حاد وبديهة حاضرة، وكان صالحا

وطاهرا يتميز بمصلح كبير ونهضة حقيقية. هو معروف بالدقة العلمية وبالغوص العميق في تفهيم أسرار الشريعة وبالتحليل الدقيق لمشاكل المجتمع ووسائل معالجتها.

كان شغوفا بالمطالعة، وقوي الحافظة. خطبته مسلطا كالسيف سيالا كأعذب الأنهار وأصفاها، رائعة صورته ومشرقا بيانه. لقد ترك آثارا في صورة التلامذة والفكر. جمع الله له من شمل الفضائل والفواضل ما تكل الألسنة عن تفصيلها وتلعثم عن بيانها، وتكفكف ثغر المزبر عن تسطير جميعها.

(35) مولانا منصور احمد

رات 11 بجے "پاسبان علم وادب " کے سیکڑوں پیغامات کے درمیان حضرت مولانا مفتی ذیشان احمد قاسمی کی وفات کی خبر نے بہت رنجیدہ کردیا، اولا مفتی صاحب کی وفات پر یقین کرنا مشکل ہورہا تھا لیکن جب تعزیتی مراسلات کو پڑھنا شروع کیا تو یقین کرنا ہی پڑا اناللہ واناالیہ راجعون

دارالعلوم دیوبند میں مفتی صاحب کا بندہ ہم درس رہا ہے

ذہن میں وہ سارے مناظر آنے لگے جو دارالعلوم میں آج سے تقریبا30 سال قبل پیش آئے تھے

انسان کے بہت سے اوصاف پر ہم عصری پردہ ڈال دیتی ہے مگرخوبیوں کی مثال تو خوشبو کی سی ہے جو بغیر کہے ہزار پردوں سے گزر کر آس پاس کےماحول کو معطر کردیتی ہے،

آپ کے اوصاف حمیدہ بیان کرنے میں آپ کے شاگردوں ،متعلقین و محبین کو ہمیشہ رطب اللسان پایا۔

حضرت مفتی صاحب کو اتنی قلیل مدت میں جو مقبولیت ملی ہےیقینا یہ آپ کے مقبول عند اللہ ہونے کی دلیل ہے

مفتی ذیشان صاحب کے بہت سے کارناموں کے درمیان بندہ کی نظر میں ایک خاص کارنامہ خطہ اعظن گڈھ و جونپور میں ایسے ادارہ کاقیام ہے جو صحیح معنی میں دارالعلوم کی نہج پر ہے جسے دنیا جامعہ عزیزیہ کے نام سے جانتی ہے

حضرت مفتی ذیشان صاحب کی وفات پر جتنا رنج و غم کا اظہار کیا جائے کم ہے

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

مفتی ذیشان صاحب نور اللہ مرقدہ سے سچی عقیدت و محبت کا تقاضا ہے کہ آپ کیلئےخوب دعائے مغفرت کی جائے اور جامعہ عزیزیہ سہریہ کی ظاہری، باطنی ترقی میں از حد کوشش کی جائے ۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائے اولاد و احفاد کو صبر جمیل عطاء فرمائے آمین

(36) مولانا عبداللہ اعظمی

سنا ہے بند کرلیں اس نے آنکھیں

ہمارے گردو پیش کا ہر ذرہ اس بات کا پیغام دیتا ہے کہ کسی بھی شی کو ثبات نہیں، ڈھلتا ہوا سورج بدلتا ہوا موسم شیب کی سفید چادر اوڑھتا ہوا شباب مرجھاتےہوئے پھول اجڑتے ہوئے چمن عہد خزاں کا زرد لباس بدلتے ہوئے درخت ٹوٹتی ہوئ سانسیں ہمیں

یہ پیغام دیتی ہیں کہ بزم کائنات کی ساری دلفریبیاں نیرنگیاں انجام کارخاک ہی کا حصہ ہونگی، ان تمام باتوں کے قبول کرنے کے باوجود بھی کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جنکے بچھڑ جانے پر دل کی بھری پری دنیا میں صف ماتم بچھ جاتی ہے،اداسی کی چادر زندگی کے ارد گرد پھیل جاتی ہے۔لاریب کہ نرگس جب اپنی آنکھوں کو مدتوں اشک بار کرتی ہے تب مفتی ذیشان صاحب جیسا پھول زینت چمن اور آبروئے گلشن بن کر پید ہوتا ہے.

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گزر گئے

جی چاہتا ہے نقش قدم چومتا چلوں

علم و کمال کے اعلی ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود بھی ہم چھوٹوں کو کبھی نہیں بھولتے تھے ہفتہ دس دن گزرنا نہیں پاتا تھا کہ مفتی صاحب کافون حال احوال معلوم کرنے کے لیے آجاتا تھا.

جب کسی الجھن یا پریشانی کا شکار ہوتا تو فون کرکے مفتی صاحب کو بتاتا اس کو اتنے بہترین انداز میں حل کردیتے کہ ایسا لگتا تھا جیسے یہ تو کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔

مفتی صاحب نے مصائب وآلام سے بھری ہوئی اس عارضی دنیا کو خیرباد کہ دیا،اس گنجینہ علم وحکمت کو دنیانے زمین کا سینہ چیرکر اس میں چھپا بھی دیا،مگر میں کیا کروں کہ اب بھی دل یہ تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے کہ یہ سانحہ موج خوں بن کر دل کی زمین سے گذر چکا ہے،جب یہ خیال آتاہے کہ اب ہم ان کی دلرباشخصیت سے ہمیشہ کےلئے محروم ہوچکے ہیں تو دل میں ایک ایسی ٹیس اٹھتی ہے،زخم ابھرتے ہیں اور درد والم کی کیفیت میں پورا وجود ڈوب جاتا ہے۔بس یہی دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین

سنا ہے بند کرلیں اس نے آنکھیں ؛ کئ راتوں سے وہ سویا نہیں تھا

(37) مولانا فہیم قاسمی گورکھپوری

حضرت مولانا! مفتی صاحب کے متعلق آپ کے طویل مضمون کا انتظار ہے۔ جب طبیعت بہتر ہو مفتی صاحب پر ضرور لکھئے، آپ کی کیفیت اور مفتی صاحب سے متعلق اساتذہ و طلبہ کی کیفیت کا مجھے خوب اندازہ ہے، اندازہ اس طور پر ہیکہ حضرت مفتی صاحب جس سال جامعہ سے سہریاں پہنچے ہیں اسی سال میری جامعہ میں تقرری ہوئی ہے، اس طرح مفتی صاحب کے ساتھ تھوڑا وقت بھی نہیں گذراہے، البتہ مفتی صاحب سے متعلق باتیں ہوتی رہتی تھیں ویسے بھی آفتاب کہاں تعارف اور خوبیوں کے تذکرہ کا محتاج۔

فجر کے وقت حسب معمول طلبہ کو بیدار کرنے کے بعد حضرت مولانا شفیق صاحب قاسمی نے دروازہ کھٹکھٹایا عموما ایک دو مرتبہ کھٹکھٹا کر چلے جاتے تھے، آج مسلسل دروازہ ہر دستک ہوتی رہی، دروازہ کھلا حیرت کے ساتھ پہلا سوال، کچھ معلوم ہوا؟ جواب میں ، نہیں۔ انہوں نے بتایا حضرت مفتی صاحب ہمارے درمیان نہیں رہے، اتنا سننا تھا کہ اپنی بھی کیفیت وہی ہو گئی جو آپ احباب کی ہے۔

حضرت مفتی صاحب سے دو یا تین ملاقات جامعہ ہی میں ہوئی تھی۔ آپ احباب تو سالو سال ان سے رابطہ میں رہے ہیں، آپ احباب کی کیفیت کا کیسے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کے درجات بلند فرمائے،جامعہ عزیزیہ کوبہترین نعم البدل عطا فرمائے، اہل خانہ صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

افسوس کہ دو روز سے بخار و کھانسی مبتلا ہوں جس کی وجہ سے جنازہ میں شرکت بھی نہیں کر سکا جس کا افسوس اب ہمیشہ رہے گا۔

خاک میں ڈھونڈتے ہیں سونا لوگ
ہم نے سونا سپرد خاک کیا

(38) مولانا عبد البر قاسمی

واما ما ینفع الناس فیمکث في الارض...

مرحوم کو اللہ نے قبول فرمالیا تھا سچ کہا گیا ہے **من کان للہ کان اللہ لہ**
بڑی خاموشی سے للہیت اور بھرپورعزم وحوصلہ کے ساتھ بلاخوف لومۃ لائم دین کی خدمت کرتے رہے طلباء دین کے ساتھ شفقت پدری ہمدردی امانت داری اور اساتذہ علم کے ساتھ برابر حسن اخلاق اور تعظیم کا مظاہرہ کرتے رہے دین اور اشاعت دین کا کام پیشہ نہیں خدمت سمجھ کر انجام دیتے رہے طلب شہرت اور تصنع سے دور کا بھی واسطہ نہیں عوام وخواص سب کے نفع کے لیئے انہوں جو ادارہ قائم کیا اسے اپنے اخلاص کے گارے سے تیار کیا جس کی وجہ سے اللہ نے اسے قبولیت سے نوازا اور چند سالوں میں علمی حلقوں میں مرحوم اور انکے ادارہ کی امتیازی شناخت قائم ہوگئی سچ مچ انکا ادارہ انکے تلامذہ انکے لیئے تاقیامت صدقہ جاریہ رہیں گے
الغرض انکی زندگی اخلاص، للہیت، جد وجہد عزم و حوصلہ سے عبارت تھی ...
مرحوم میرے رفیق درس تھے زمانہ طالبعلمی سے انہیں صالح اور نیک محسوس کرتارہا اچھے اور باصلاحیت طلباء کے ساتھ انکا رہناسہنا اٹھنا بیٹھنا تھا خوش دل اورخوش مزاج تھے محنت اور وقت کی قدر دانی انکی طبیعت ثانیہ تھی مگرمیرا انسے مع الاحترام علیک سلیک تک کا ہی تعلق رہاگہرے دوستانہ تعلقات تونہیں تھے مگر میرے دل میں انکا احترام انکے کارناموں کی عظمت برابررہی کبھی جب ملاقات ہوتی تو وہ بھی مجھ سے بڑی اپنائیت اور محبت کے ساتھ پیش آتے دیر تک گفتگوبھی کرتے اپنی اولاد کے تئیں اپنی خوبصورت تربیت کا تذکرہ بھی ضرورکرتے اور میرے اور میرے بچوں کے حال احوال پوچھتے وغیرہ وغیرہ مجھے سے

عمر میں سال دوسال ہی شاید بڑے تھے مگر اپنے کارناموں اور خدمات علمیہ وعملیہ میں مجھ سے اسقدر بڑے تھے کہ میں انکے سامنے ایک طفل مکتب تھا افسوس جیسی قدر کرنی چاہیئے تھی نہیں کرسکا، وہ تو اپنی مقبول خدمات کیوجہ سے زندہ جاوید ہوگئے اور مجھ جیسے ناکارہ کو ایک خاموش موعظت دے گئیے ...

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ مرحوم کی ساری علمی و عملی خدمات کو قبول فرمائے انکے لیئے صدقہ جاریہ بنائے اور جنت الفردوس میں انکو اعلی مقام نصیب فرمائے۔ آمین

(39) مولانا حفظ الرحمن اعظمی

استاذ محترم علیہ الرحمہ کی آواز کا حسن نہیں معلوم کس معیار کا تھا لیکن بات اگر جادو بیانی کی ہو تو آپ بلا شبہ اس باب میں بے تاج بادشاہ تھے۔ خدا نے آپ کی گفتگو میں وہ تاثیر رکھی تھی جسے سن کر ہم اور اپ کہہ سکتے ہیں کہ جعفر طیار کی تقریر نے اسی طرح نجاشی کے دل پر اثر کی ہوگی ۔

حالات خواہ کیسے بھی ہوں ، عنوان کتنا بھی پیچیدہ ہو ، کام کتنا بھی دشوار ہو استاذ محترم کی تقریر نے ہر ناممکن کو ممکن کردکھایا،تقریروں سے ملک فتح نہیں ہوتے لیکن ہزاروں دلوں پر آپ کی حکمرانی تھی ۔

آپ کی جادو بیانی کے قصے کہاں تک سنائے جائیں بقول شاعر

ہم تو اک دفتر فرہنگ لئے پھرتے ہیں

ایک نووارد مہمان نے عرض کیا " طلباء کا نظم و نسق دیکھ کر ، تعلیم کے تئیں جنون اور انہاک دیکھ کر ، ہر طرف صاف صفائی دیکھ کر بہت اچھا لگا ، مفتی صاحب ! یہاں کے قانون ضابطہ پر کچھ روشنی ڈال سکیں تو سمجھنے آسانی ہوگی"

استاذ محترم نے عرض کیا " یہاں صرف ایک قانون ہے کہ یہاں کوئی قانون نہیں ، جو بات رہتی ہے جو کام رہتا ہے ہم طلبہ سے ایک بار کہہ دیتے ہیں پھر وہ اس کے عادی ہوجاتے ہیں "

اور یہ حقیقت بھی تھی ، کسی کام کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہا گیا کہ "ایسا کرو ورنہ تو ۔۔ ، مفتی صاحب نے طلباء سے کام لیا تقریر کے ذریعے ، ماحول کو رشک ارم بنایا گفتار کی تاثیر کے ذریعے ۔۔

شیخ الہند سے بالکل متصل "آزاد انٹر کالج " تھا ، جہاں کے ثقافتی پروگرام میں کبھی کبھی رات کو مشاعرے کا انعقاد بھی ہوتا تھا ، مشاعرے کے دن عصر بعد آپ کھڑے ہوتے اور بمشکل پانچ منٹ اپنی تقریر کا جادو بکھیرتے پھر ۔۔۔ مشاعرے میں جانا تو کجا طلبہ عصر بعد تفریح کے لئے بھی ادھر کا رخ نہ کرتے ۔

اور دیکھنے والی نگاہیں ابھی بھی روشن ہیں کہ اس پانچ منٹ کی تقریر کے صدقے تمام اساتذہ بشمول ناظم صاحب اطمینان کی نیند سوتے تھے

طلباء میں موبائل کا استعمال بڑھنے لگا اساتذہ کو ، انتظامیہ کو تشویش ہوئی ، سب سر جوڑ کر بیٹھے اس دوران بہت سی رائے آئیں لیکن حضرت الاستاذ نے کہا مجھے ایک مرتبہ طلبہ سے بات کرنے کی اجازت دیں ۔

میرے گمان کے مطابق پندرہ منٹ سے بھی کم وقت میں طلباء نے حجروں سے موبائل لا لاکر آپ کے قدموں میں ڈال دیا ، اور سال کے آخر تک موبائل انتظامیہ کے پاس جمع رہا ۔

اور ایسا تو بارہا ہوا کہ دوران تقریر ہی طلبہ نے دہاڑیں مار مار کر رونا شروع کردیا مزید بات کرنی محال ہوگئی ، دوسرے اساتذہ نے آکر طلبہ کو سہارا دیا ان کے آنسو پونچھے ۔